انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ

جریدہ حیاتِ نو

مدیر مسئول: سید راشد حامدی —— **مدیر:** ابوالاعلی سید سبحانی

جلد: ۲، شمارہ: ۱۰، جون ۲۰۱۸ء / رمضان المبارک۔شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ

مجلس ادارت

محمد اسماعیل فلاحی............نئی دہلی

زبیر ملک فلاحی............لکھنؤ

انیس احمد فلاحی............جامعۃ الفلاح

فی شمارہ:	اندرون ملک	۳۰/روپے
	بیرون ملک	۵/امریکی ڈالر
سالانہ زرتعاون:	اندرون ملک	۳۰۰/روپے
	بیرون ملک	۲۰/امریکی ڈالر
لائف ممبرشپ:	اندرون ملک	۵۰۰۰/روپے
	بیرون ملک	۳۰۰/امریکی ڈالر

- رجسٹرڈ ڈاک سے رسالہ منگانے کی صورت میں رجسٹری خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔
- مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

Printed, Published & Owned by Sayyed Rashid Ali,F-9, Zeeshan Apartment, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025. **Printed at**: Ala Printing Press, 3636, Katra Dina Baig, Lal Kuan, Delhi-110006. **Published at**:F-9, Zeeshan Apartment, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025. **Editor: Abul Aala Sayyed**

نقوشِ حیات

اداریہ	ابوالاعلی سید سبحانی	۳
قرآن کی عظیم ترین سورہ	ابونبراس برہان احمد	۵
اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۳۰)	ڈاکٹر محی الدین غازی	۸
افادات جلیل احسن ندویؒ (۷)	ظفر احمد الاثری	۲۱
مرسی دورِ حکومت کا مصری دستور	ترجمہ: عبیداللہ طاہر فلاحی مدنی	۲۸
مولانا غلام رسول فلاحی سے ایک ملاقات	سراج احمد برکت اللہ فلاحی	۶۲
ندیم کی یاد میں	امتیاز وحید	۷۶
مشاہیر کے خطوط	ادارہ	۷۹
شعر ونغمہ	ارشد جمال صارمؔ، عزیز نبیلؔ	۸۰
تعارف وتبصرہ	محمد اسعد فلاحی	۸۲
آپ کے خطوط	قارئین	۸۵
جامعہ کے لیل ونہار	مصباح الباری فلاحی	۸۶
اخبار انجمن	ادارہ	۹۵

خط وکتابت وارسال زر کا پتہ

Zeeshan Apartment, F-9, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025

Email: jareedahayatenau@gmail.com

موبائل نمبر (مدیر مسئول): +91-9811126467

موبائل نمبر (مدیر): +91-9891051676

اپنی بات

امت کے دیگر اقوام کے ساتھ سماجی تعلقات کی ایک مضبوط بنیاد فرض منصبی کی ادائیگی بھی ہے۔ امت مسلمہ کی تشکیل کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ دیگر اقوام اس کے لیے مخاطب اور مدعو کے درجہ میں ہیں۔ فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ داعی اور مخاطب دونوں قریب سے قریب تر ہو جائیں، قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ وہ دعوتی مخاطبین کو بہت ہی قریب لاکر کھڑا کر دیتا ہے۔ والی عاد اخاھم ھودا (اعراف:۶۵)، والی ثمود اخاھم صالحا (اعراف:۷۳)، والی مدین اخاھم شعیبا (اعراف:۸۵)۔

فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے لازمی ہے کہ داعی گروہ سماج میں مضبوط وجود رکھتا ہو، سماج میں رہنے بسنے والے افراد سے اس کے اچھے تعلقات ہوں۔ سماج میں اس کی شخصیت جانی پہچانی ہو، اور وہ سماج کو اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہو۔ قرآن مجید میں مذکور نبیوں کی دعوت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سماج اور سماج کے خدو خال سے بھرپور واقفیت رکھتے تھے اور سماج میں ان کی اپنی ایک خاص شناخت پائی جاتی تھی۔ وہ خاص شناخت یہ تھی کہ وہ اپنے اخلاق وکردار، اپنی بے نفسی و بے نیازی، اپنے خلوص و ایثار، اپنی سنجیدگی ومتانت اور دوسروں کے ساتھ خیر و بھلائی کے تعلق سے اپنی فکرمندی و دردمندی کے نتیجے میں افرادِ سماج کے دلوں میں، خواہ وہ ان کے موافقین ہوں یا مخالفین، اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ سماج ان سے اور وہ سماج سے حد درجہ انسیت اور لگاؤ رکھتے تھے، اور سماج اور ان کے درمیان کسی بھی قسم کی اجنبیت حائل نہ تھی۔ قرآن مجید اس ضمن میں بہت ہی عملی مثالیں پیش کرتا ہے کہ فرض منصبی کی ادائیگی کے مقصد سے سماج سے وابستگی کس درجہ کی ہونی چاہیے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی مثال اس ضمن میں سب سے حیرت انگیز ہے۔ اتنی طویل مدت تک، جو اللہ رب العزت نے انہی کے لیے طے کر رکھی تھی، اپنے مشن کو لے کر دوڑ دھوپ کرتے رہے، سورہ نوح اور قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر ان کی دعوت کی پوری روداد پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیسی تڑپ اور لگن کے ساتھ وہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے کوشاں رہے اور قوم کے رویے سے ذرا بھی دل برداشتہ نہ ہوئے۔ اس سلسلے کی ایک شاندار مثال سورہ یٰسین میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اقصیٰ المدینہ سے آنے والے نوجوان نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا، یہ پیغام اپنی قوم کو دینے کے لیے بھی سماجی تعلقات کا ایک مرحلہ طے کرنا ہوگا۔

الگ تھلگ آبادیوں، الگ تھلگ معاشرت، الگ تھلگ نشست و برخاست، اور الگ تھلگ سفر حیات طے کرنے والے اس قرآنی مقام کو کبھی نہیں پہنچ سکتے اور اس فرض منصبی کو کبھی نہیں ادا کر سکتے۔

تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام فرمانے کے ساتھ ساتھ ارادہ واختیار کے تعلق سے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو مکمل آزادی دی ہے، کہ وہ اپنے لیے جو راستہ چاہیں اختیار کریں، لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے، البقرۃ:۲۵۶)۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِيْنَ۔ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ۔ (سورہ ہود:۱۱۸۔۱۱۹) (بیشک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا، مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے۔ اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے۔ اسی (آزادی انتخاب واختیار اور امتحان) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا۔)

سماجی تعلقات کے سلسلے میں اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کا ابتلاء وامتحان کا پورا ایک نظام ہے، اس نظام کے تحت وہ بندوں کا امتحان لیتا ہے کہ کون اللہ رب العزت کو پہچانتے ہیں اور اس کی نعمتوں پر شکر گزار ہوتے ہیں اور کون اس کو پہچاننے سے انکار کرتے ہیں اور ناشکری کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ امت کے فرض منصبی کا یہ تقاضا ہے کہ بندوں کو رب سے وابستہ کرنے کی کوشش کی جائے، لیکن ساتھ ہی انسانی بنیادوں پر ان کے ساتھ بہترین تعلقات بھی استوار رکھے جائیں۔ سماجی تعلقات کے سلسلے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ قرآن مجید میں جو دعوتی روداد یں بیان ہوئی ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ کے دوران، کہیں نہیں ملتا کہ داعی فرد یا گروہ نے کبھی مخاطبین سے قطع تعلق یا دوری کا راستہ اختیار کیا ہو، قطع تعلق، مخالفت، بائیکاٹ اور دوری کا راستہ ہمیشہ دوسری جانب سے اختیار کیا جاتا ہے۔

ارادہ واختیار کی آزادی کا اعتراف خود بخود اس بات کو طے کر دیتا ہے کہ مسلم معاشرے کے درمیان تمام ہی انسان مذہب، اور رنگ ونسل کی تفریق سے بالاتر ہو کر امن وسکون اور خوش گوار ماحول میں گزر بسر کر سکیں گے۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپؐ نے میثاق مدینہ میں اسی بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی تھی، لیکن یہود مدینہ اپنی حرکتوں کے نتیجے میں اس کو ناکام کرنے میں کامیاب ہوگئے، جس کی تفصیلات تاریخ وسیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

(ابوالاعلی سید سبحانی)

قرآن کی عظیم ترین سورہ

(البرھان فی نظام القرآن سے خاص استفادہ)

ابو نبراس برھان احمد، جالنہ۔مہاراشٹر

اس کرۂ ارض پر، انسانوں کی اس بستی میں، چاہے زمانہ قدیم ہو یا دور جدید، سب سے زیادہ پڑھا جانے والا سبق، سب سے زیادہ یاد کیے جانے والا کلام، سب سے زیادہ سنی جانے والی سورہ ''سورۃ الفاتحہ'' ہے۔ نہ کوئی کلام اس کے اتنا پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی نغمہ اس کے اتنا گنگنایا جاتا ہے۔

یہی وہ سورہ ہے جس کا پیارے نبیﷺ نے ''عظیم ترین سورہ'' نام رکھا، اور اس سورہ کو ''اُم القران'' (قرآن کی تمام سورتوں کی ماں) ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ آخر ایسا کیا ہے ان آیتوں میں جس کی وجہ سے یہ سورہ اتنے بلند مقام کو پہنچ گئی، اور اسے یہ امتیازی مقام حاصل ہوا کہ نماز جیسی عبادت اس کے بغیر نامکمل اور ادھوری ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی روایت ہے کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت نہیں کی اس کی نماز نہیں ہوئی اور امام مسلمؒ پیارے نبیﷺ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت نہیں کی تو اس کی نماز ادھوری ہے۔ امام ترمذیؒ نے حدیث نقل فرمائی کہ جو شخص رکعت ادا کرے اور اس میں اُم القران کی تلاوت نہ کرے تو گویا کہ اس نے نماز ہی ادا نہیں کی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہو۔

ایسا اس لیے ہے کہ سورہ فاتحہ میں بہت ہی اختصار کے ساتھ اور بہت ہی جامعیت کے ساتھ پورے قرآن کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے۔ پورا قرآن جو فکر دیتا ہے، جس ایمانی رویے کی تشکیل کرتا ہے، جو مطلوبہ کردار انسان کے سامنے پیش کرتا ہے، اور انسان کی کامیابی کے جس راز کو وہ اپنی سورتوں میں تفصیل سے بیان کرتا ہے ان سب کو سورہ فاتحہ میں بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ مختصر سی عبارتوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

شروع کی تینوں آیتوں میں اللہ تعالی کے تمام اسماء حسنی میں سے جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہ بقیہ تمام صفات کی محور و مرکز ہیں، ان سب کی لوازم ہیں، پہلی صفت ''رب العالمین ''اللہ کی قدرت مطلقہ، بلاشرکت غیرے بادشاہت، ملکیت کلی اور سپریم پاور ہونے کا اعلان ہے، تو دوسری صفت ''الرحمن الرحیم ''اللہ کی بے انتہا رحمت، ایسی رحمت جس کا ہر انسان ہر پل ضرورت مند ہوتا ہے، خواہ وہ بستر مرگ پر ہو، یا جواں جسم رکھتا ہو، بیماری نے اسے آگھیرا ہو، یا صحت نے اسے آسودہ بنا رکھا ہو، انسان ہر پل اپنے رب کی اس رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ تیسری صفت ''مالک یوم الدین ''اللہ کے عدل و انصاف کا ذکر کرتی ہے۔ یہی وہ صفات ہیں جن کی بنیاد پر اسلام کی مضبوط عمارت تعمیر ہوتی ہے، ان کی حلاوت پا لینے والے مومن بندے کے دل میں ایمان اس قدر راسخ ہو جاتا ہے کہ بدلتا زمانہ، چاہے کچھ بھی بدل دے لیکن اس کے ایمان کو نہ بدل سکے، نہ ہی اس کے ایمان کو جامد بنا کر اسے بے عمل و لاپرواہ کر دے۔

اسلام کی مضبوط عمارت میں داخل ہو کر، ایمان کی حلاوت چکھ کر، اللہ کی قدرتوں کا مشاہدہ کر کے مومن بندے بے اختیار پکار اٹھتے ہیں'' ایاك نعبد و ایاك نستعین ''اے ہمارے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہی ں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ یہ آیت بندۂ مومن کے اخلاص وللّٰہیت کی گواہی دے رہی ہے، ایک بندۂ مومن کی عبادت اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور در پر، نہ کسی اور چوکھٹ پر اس کی پیشانی جھک سکتی ہے اور نہ ہی کسی اور کے سامنے دعا کے لیے اس کے ہاتھ اٹھ سکتے ہیں، اس کی امیدیں صرف اللہ ہی سے وابستہ ہوتی ہیں، جب بھی کوئی ضرورت آن پڑے اس کے ہاتھ اللہ ہی کے سامنے اٹھتے ہیں، زبان پر اسی کا نام ہوتا ہے۔

اس کے بعد'' اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین ''کہہ کر مومن بندہ انبیاء کی تعلیمات اور ان کے بتائے ہوئے راستہ کی صداقت وسچائی کا اقرار کرتا ہے، کیونکہ اللہ کی رضا اگر منزل ہو، اس کی خوشی اگر ہدف ہو تو اسی راہ کو اختیار کرنا ہوگا جس راہ کی نشاندہی اللہ نے انبیاء و رسل کے ذریعے سے کی ہے، جس تک پہنچنا ہو اسی کے بتائے ہوئے راستے کو بھی اپنانا ہوگا، یہ کیونکر ممکن ہے کہ منزل تو اللہ کی رضا ہو اور راہ کسی دوسرے کی بتائی ہوئی اختیار کی جائے، اسی لیے بندۂ مومن اللہ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی راہ کے علاوہ دیگر راہوں کو غلط اور گمراہی تسلیم کرتا ہے، یہ حقیقت اس پر عیاں ہو چکی ہے کہ خود ساختہ راہ، چاہے جتنی بھی دلکش،

دلفریب، حسین اور اکثر انسانوں کی اپنائی ہوئی کیوں نہ ہو، وہ راہ اللہ کی خوشنودی تک بالکل نہیں پہنچ سکتی، اس راہ پر اور اس پر چلنے والے راہی پر، تو اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، دنیا میں چاہے چھوٹ مل جائے، آرام دہ زندگی نصیب ہو جائے لیکن جس سے اللہ ناراض رہے وہ تو شامت زدہ شخص ہے، کبھی بھی اس کے عذاب میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اگر دنیا میں چھوڑ بھی دیا جائے تو آخرت میں جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا، اس لیے بندۂ مومن ایسے لوگوں سے لاتعلقی کا اعلان کرتا ہے، اور اللہ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ ان لوگوں کے راستے پر چلا جن سے تو راضی ہو گیا اور ان لوگوں کے راستے سے بچا لے جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔

بقیہ پورا قرآن ان دونوں اقسام کے لوگوں کی تفصیل مثالوں کے ساتھ بیان کرتا ہے، الگ الگ انداز میں مومن بندے کو اس کا اقرار وعہد یاد دلاتا ہے۔ مختلف الفاظ میں اللہ کی صفات کا ذکر کرتا ہے۔ کہیں بشارت تو کہیں انذار۔ سورہ فاتحہ جس دعا پر ختم ہو رہی ہے اسی دعا کے جواب سے سورہ بقرہ کی شروعات ہو رہی ہے، اے ہدایت کے متلاشی سن ’’ الم ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين ‘‘ الم اس کتاب میں کوئی شک نہیں (اس میں بیان کردہ ہر بات مسلّم و سچی ہے اور یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ہدایت نامہ ہے۔) پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ ہدایت ادھر ادھر تلاش کرنے کی چیز نہیں، یہ تو قرآن میں ہے، بس صدق دل سے اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۳۰)

(مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں)

ڈاکٹر محی الدین غازی، ای میل:mohiuddin.ghazi@gmail.com

اس مضمون میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی کہ قرآن مجید کے ترجمہ کا اہم اورعظیم کام کرنے والوں کی تحسین میں کچھ رقم کیا جائے کہ اتنی عظیم خدمت مختلف شخصیات کے ذریعہ جس قدر ہمت واہتمام سے انجام دی گئی، وہ محتاج بیان وستائش نہیں ہے۔

پیش نظر تحریر میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن مجید کے ترجمہ کا کام بہت ضروری مگر نازک عمل ہے، اس میں غلطی کے امکانات کو کم سے کم کرتے رہنے کی مسلسل کوشش ضروری ہے، قرآن اللہ کا کلام ہے، تاہم اس کلام کا ترجمہ ایک انسانی کوشش ہوتی ہے، جس میں غلطیوں کا امکان ہمیشہ باقی رہتا ہے، اسی لئے جو ترجمہ جتنا زیادہ مشہور ومتداول ہے اس کا بار بار گہرائی اور باریک بینی سے جائزہ لیتے رہنا بھی اسی قدر زیادہ ضروری ہے۔ اس جائزہ میں نہ کسی طرح کا احترام مانع ہونا چاہئے اور نہ کوئی نسبت حائل ہونی چاہئے، راقم کی رائے میں ہونا تو یہ چاہئے کہ ترجمہ قرآن کا کام اجتماعی طور پر اکیڈمی کی سطح پر اور متعدد بار متعدد ماہرین لغت کی نظر سے گذرنے کے بعد قابل اشاعت سمجھا جائے، اور اشاعت کے بعد بھی نظر ثانی کا کام جاری رہے۔ لیکن بوجوہ تراجم قرآن کے ساتھ ایسا اہتمام نہیں ہوسکا۔ عام طور سے ہر ترجمہ قرآن ایک انفرادی کوشش رہی ہے، اور اس لئے غلطیوں کا امکان کسی نہ کسی حد تک ہر ترجمہ میں پایا جاتا ہے۔

----

(۱۳۰) مخلفون کا ترجمہ

مخلفون کا لفظ سورہ فتح میں تین بار آیا ہے، اور تینوں جگہ سب لوگوں نے ''پیچھے رہ جانے والے'' اور ''پیچھے چھوڑ دیے جانے والے'' ترجمہ کیا ہے۔

(۱) سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا۔ (الفتح: 11)

''دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ اب تجھ سے کہیں گے کہ ہم اپنے مال اور بال بچوں میں لگے رہ گئے پس آپ ہمارے لیے مغفرت طلب کیجئے''۔ (محمد جوناگڑھی)

''اے نبیؐ، بدوی عربوں میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے اب وہ آ کر ضرور تم سے کہیں گے کہ ''ہمیں اپنے اموال اور بال بچوں کی فکر نے مشغول کر رکھا تھا، آپ ہمارے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں''۔ (سید مودودی)

(۲) سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ۔ (الفتح:15)

جب تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جانے لگو گے تو یہ پیچھے چھوڑے جانے والے لوگ تم سے ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو۔ (سید مودودی)

جب تم لوگ غنیمتیں لینے چلو گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ کہیں گے ہمیں بھی اجازت دیجیے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ (فتح محمد جالندھری)

(۳) قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ۔ (الفتح:16)

اِن پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں سے کہنا کہ "عنقریب تمہیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں تم کو ان سے جنگ کرنی ہوگی یا وہ مطیع ہو جائیں گے۔ (سید مودودی)

جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے ان سے کہہ دو کہ تم ایک سخت جنگجو قوم کے (ساتھ لڑائی کے) لیے بلائے جاؤ گے ان سے تم (یا تو) جنگ کرتے رہو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے۔ (فتح محمد جالندھری)

مخلفون کا لفظ ایک بار سورہ توبہ میں بھی آیا ہے وہاں صاحب تفہیم نے ایک مختلف ترجمہ کیا ہے، ذیل کی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو::

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ وَكَرِهُواْ أَن يُجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَالُواْ لاَ تَنفِرُواْ فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ۔(التوبۃ:81)

''جن لوگوں کو پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی گئی تھی وہ اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کریں انہوں نے لوگوں سے کہا کہ ''اس سخت گرمی میں نہ نکلو'' ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے، کاش انہیں اس کا شعور ہوتا''۔(سید مودودی)

یہ ترجمہ لفظ کے موافق بھی نہیں ہے، اور حقیقت حال کے مطابق بھی نہیں ہے، کیونکہ اس ترجمہ سے صرف وہی لوگ مراد ہوتے ہیں جو اجازت لے کر رکے، حالانکہ آیت میں جو بات کہی جارہی ہے وہ ان تمام لوگوں کے بارے میں ہے جو پیچھے رہ گئے، خواہ وہ اجازت لے کر رہ گئے ہوں یا بغیر اجازت لیے رہ گئے ہوں، کسی بھی مہم کے موقعہ پر رکنے والے سب لوگ اجازت لے کر نہیں رکتے تھے، بہت سے یوں بھی رک جاتے تھے۔

مخلفون کا درست ترجمہ وہی ہے جو صاحب تفہیم نے مذکورہ بالا دوسرے مقامات پر کیا ہے یا دوسرے مترجمین نے خود اس مقام پر کیا ہے، جس کی ذیل میں مثالیں ہیں۔

''پیچھے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانے کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر خوش ہیں انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا ناپسند رکھا اور انہوں نے کہہ دیا کہ اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ بہت ہی سخت گرم ہے، کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے''۔(محمد جونا گڑھی)

''جو لوگ (غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ گئے وہ پیغمبر خدا (کی مرضی) کے خلاف بیٹھے رہنے سے خوش ہوئے اور اس بات کو ناپسند کیا کہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کریں۔ اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا۔ (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش یہ (اس بات) کو سمجھتے''۔(فتح محمد جالندھری)

وَمِـنَ الْأَعْـرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِيْ رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔(التوبۃ:99)

اس آیت میں وصلوات الرسول کا عطف کس پر ہے، اس سلسلے میں مفسرین دو احتمال ذکر کرتے ہیں ایک یہ کہ قربات پر عطف ہے اور دوسرا یہ کہ ماینفق پر عطف ہے۔

مشہور مفسر ابن عطیہ لکھتے ہیں:

ف صَلَواتِ على هذا عطف على قُرُباتٍ، ويحتمل أن يكون عطفا على ما ينفق، أي ويتخذ بالأعمال الصالحة وصلوات الرسول قربة، والأولى أبين. (المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز)

پہلی صورت کو ابن عطیہ ترجیح دیتے ہیں، اردو اور انگریزی مترجمین قرآن نے بھی پہلی صورت کو اختیار کیا ہے، بطور مثال یہاں کچھ ترجمے ذکر کیے جاتے ہیں:

''اور انہی بدویوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے تقرب کا اور رسولؐ کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں ہاں! وہ ضرور ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''۔(سید مودودی)

''اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عنداللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں''۔(محمد جوناگڑھی)

اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔(احمد رضا خان)

And of the dwellers of the desert is one who believeth in Allah and the Last Day, and taketh that which he expendeth as approaches unto Allah and the blessings of

His apostle.(Daryabadi)

جبکہ مذکورہ ذیل دونوں ترجمے عام ترجموں سے مختلف ہیں اور اس بنیاد پر ہیں کہ وصلوات الرسول کا عطف ماینفق پر ہے:

اوران دیہاتیوں میں وہ بھی ہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو اور رسول کی دعاؤں کو حصول تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔(امین احسن اصلاحی)

And of the wandering Arabs there is he who believeth in Allah and the Last Day, and taketh that which he expendeth and also the prayers of the messenger as acceptable offerings in the sight of Allah.(Pickthall)

اول الذکر ترجموں کا مطلب یہ ہوگا کہ انفاق کا مقصود اللہ کا تقرب اور رسول کی دعائیں ہیں، جبکہ دوسرے ترجمے کا مطلب یہ ہوگا کہ انفاق کا مقصود بھی اور رسول کی دعائیں لینے کا مقصود بھی اللہ کا تقرب ہے، مولانا امانت اللہ اصلاحی اس دوسرے ترجمے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس جملے کے بعد أَلا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ آیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیش نظر صرف اللہ کے تقرب کی بات ہے کہ وہ کس طرح سے اور کن کن چیزوں سے حاصل ہو، انفاق کرنے سے بھی اور رسول کی دعا لینے سے بھی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ انفاق یا کسی بھی نیک عمل کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہونا چاہئے، اخلاص کا یہی تقاضا ہے، اس عمل سے خوش ہوکر رسول دعائیں دیں یہ تو ٹھیک ہے، لیکن عمل کا مقصود یہ بن جائے کہ رسول دعائیں دیں یہ اخلاص کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

اس مفہوم کی تائید جملے کی لفظی ترکیب سے بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اتخذ فعل کے دو مفعول آتے ہیں پہلا مفعول حقیقت میں مبتدأ کی جگہ پر ہوتا ہے اور دوسرا مفعول خبر کی جگہ پر ہوتا ہے، مبتدأ عام طور سے معرفہ ہوتا ہے اور خبر عام طور سے نکرہ ہوتی ہے، یہاں ماینفق مفعول اول ہے اور مبتدأ کی جگہ پر ہے، قربات مفعول بہ ہے اور خبر کی جگہ پر ہے، سوال صلوات الرسول کا ہے کہ اسے مفعول اول پر عطف کریں یا مفعول ثانی پر عطف کریں، چونکہ صلوات الرسول معرفہ ہے اس لئے اسے مفعول اول یعنی ماینفق پر عطف کرنا ہی اولی ہے۔ اسے مفعول ثانی کے بعد لانے کی حکمت یہ ہے کہ اصل بات تو

قربات عنداللہ پر پوری ہوگئی ہے، اس کے بعد صلوات الرسول دراصل ما ینفق کے لازمہ کے طور پر آیا ہے، اور یہ بتانے کے لئے کہ قربات کا ایک اور وسیلہ یہ بھی ہے۔

(۱۳۲) بل قالوا کا ترجمہ

بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ۔ (الانبیاء:5)

اس آیت میں بل کے بعد قالوا آیا ہے، الفاظ کی ترتیب کے لحاظ سے ترجمہ ہوگا بلکہ انہوں نے کہا۔

عام طور سے مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے، لیکن ایک ترجمہ اس سے مختلف بھی ملتا ہے، مثالیں ملاحظہ ہوں:

''اتنا ہی نہیں بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پراگندہ خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے ازخود اسے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہے، ورنہ ہمارے سامنے یہ کوئی ایسی نشانی لاتے جیسے کہ اگلے پیغمبر بھیجے گئے تھے''۔ (محمد جوناگڑھی)

''بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں۔ (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے (نہیں) بلکہ (یہ شعر ہے جو اس) شاعر (کا نتیجہ طبع) ہے۔ تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دے کر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے''۔ (فتح محمد جالندھری)

وہ کہتے ہیں ''بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں، بلکہ یہ اِس کی مَن گھڑت ہے، بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے''۔ (سید مودودی)

آخری ترجمہ محل نظر ہے، اگر اس طرح ہوتا کہ قالوا بل اضغاث احلام تب تو یہ ترجمہ درست ہوتا، لیکن آیت میں بل قالوا اضغاث احلام ہے، تفاسیر میں اس طرح کا قول ذکر کیا گیا ہے لیکن محققین نے اسے کمزور قرار دیا ہے۔

امام آلوسی لکھتے ہیں:

وجوز أن تكون الأولى من كلامهم وهي ابطالية أيضا متعلقة بقولهم هو سحر

الـمدلول عليه بأ فتأتون السحر، ورد بأنه انما يصح لو كان النظم الكريم قالوا بل الخ ليفيد حـكـاية اضـرابهم، و كونه من القلب وأصله قالوا بل لا يخفى ما فيه، وقد أجيب أيضا بأنه اضـراب فـى قـولهـم المحكى بالقول المقدر قبل قوله تعالى: هَلُ هذا الخ أو الذى تضمنه الـنـجـوى وأعيـد الـقـول لـلـفـاصل أو لكونه غير مصرح به ولا يخفى ما فيه أيضا .(روح المعانى.)

قرآن میں کچھ دوسرے مقامات پر بھی یہ الفاظ آئے ہیں، وہاں سب نے ترتیب کے مطابق ترجمہ کیا ہے، جیسے:

بَلُ قَالُوا مِثُلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ۔(المومنون:81)

مگر یہ لوگ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے پیش رَو کہہ چکے ہیں (سید مودودی)

بَلُ قَالُوا إِنَّا وَجَدُنَا آبَاءَ نَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّهُتَدُونَ۔(الزخرف:22)

نہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم اُنہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔(سید مودودی)

(۱۳۳) إِنَّ هَـذِهِ أُمَّـتُكُمُ أُمَّـةً وَاحِـدَةً کا ترجمہ

یہ جملہ قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے، اور اس کے دو طرح کے ترجمے ملتے ہیں، مثالیں ملاحظہ ہوں:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمُ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمُ فَاعُبُدُونِ۔(الانبیاء:92)

یہ تمہاری امّت حقیقت میں ایک ہی امّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس تم میری عبادت کرو۔ (سید مودودی)

بیشک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو۔(احمد رضا خان)

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو۔ (فتح محمد جالندھری)

مذکورہ بالا ترجمے عربی ترکیب کے لحاظ سے محل نظر ہیں، جبکہ ذیل کے ترجمے عربی قاعدے کے مطابق ہیں:

یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں رب تمہارا سو میری بندگی کرو۔ (شاہ عبدالقادر)

یہ ہے امت تمہاری امت ایک اور میں ہوں پروردگار تمہارا پس عبادت کرو میری۔ (شاہ رفیع الدین)

یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو۔ (محمد جوناگڑھی)

یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں جو ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پھر میری ہی عبادت کرو۔ (احمد علی)

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ۔ (المومنون:52)

اور تحقیق یہ امت تمہاری امت ایک ہے اور میں ہوں پروردگار تمہارا پس ڈرو مجھ سے۔ (شاہ رفیع الدین)

اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس مجھی سے تم ڈرو۔ (سید مودودی)

اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو۔ (احمد رضا خان)

مذکورہ بالا ترجمے عربی ترکیب کے لحاظ سے محل نظر ہیں، جبکہ ذیل کا ترجمہ عربی قاعدے کے مطابق ہیں:

اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو۔ (شاہ عبدالقادر)

زیر نظر جملے میں ھذہ ان کا اسم ہے اور امتکم خبر ہے، اس کے بعد امۃ واحدۃ حال ہے۔

علامہ ابن عاشور کے الفاظ ہیں: وَ (أُمَّةً واحِدَةً) حَالٌ مِنْ أُمَّتُكُمْ مُؤَكِّدَةٌ لِمَا أفَادَتهُ الإشَارَةُ الَّتى هى العَامِلُ فى صَاحِبِ الحَالِ. (التحرير والتنوير)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وقوله تعالى: أُمَّةً واحِدَةً نصب على الحال من أُمَّةً. (روح المعانی)

جملے کی اس ترکیب کے لحاظ سے ترجمہ یوں ہوگا: بے شک یہ تمہاری امت ہے، ایک امت۔

لیکن بہت سے لوگوں نے ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ بے شک تمہاری یہ امت ایک امت ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت درست ہوتا جبکہ ھذہ امتکم ان کا اسم ہوا اور امۃ واحدۃ خبر ہو۔ جبکہ ایسا نہیں ہے امۃ واحدۃ

منصوب ہے، وہ ان کی خبر نہیں بن سکتا ہے۔

ترجمہ کے اس فرق کا اثر یقیناً مفہوم پر بھی پڑتا ہے، نحوی ترکیب کے لحاظ سے جو درست ترجمہ ہے اس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جس امت یا طریقہ کا تذکرہ ہوا ہے وہی تمہاری امت یا تمہارا طریقہ ہے، پھر مزید یہ وضاحت بھی کردی گئی کہ وہ ایک ہی امت یا طریقہ ہے۔ جبکہ دوسرے ترجمہ کے لحاظ سے امت کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ ایک امت ہے، بلاشبہ پہلے ترجمہ میں جو معنویت ہے وہ دوسرے ترجمہ میں نہیں آتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جب الفاظ اور قواعد کی پابندی کے ساتھ ترجمہ کیا جائے تبھی عبارت کا حقیقی مفہوم سامنے آتا ہے، ورنہ کچھ نہ کچھ کسر رہ جاتی ہے۔

(۱۳۴) وزع اور أوزع میں فرق

عربی لغات کے مطابق وزع کے معنی روکنے کے ہیں، اور أوزع کے معنی ترغیب دینے کے ہیں، فیروزابادی لکھتے ہیں:

وزَعتُه، كوَضَعَ: كفَفتُه، فاتَّزَعَ هو: كَفَّ. وأوزَعَهُ بالشيءِ: أغراهُ القاموس المحيط والـوازِعُ: الـكَـلـبُ، والزاجِرُ، ومَن يُدَبِّرُ أُمورَ الجَيشِ، ويَرُدُّ مَن شَذَّ منهم. القاموس المحيط

قرآن مجید میں دو مقامات پر أوزعنی آیا ہے، جو أوزع سے فعل امر ہے، اور اس کا ترجمہ مترجمین نے عام طور سے توفیق دینا کیا ہے، البتہ کچھ ترجموں میں اس سے ہٹ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۱) فَتَبَسَّمَ ضَاحِكاً مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ۔ (النمل:۱۹)

''تو وہ اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے'' (فتح محمد جالندھری)

''سلیمانؑ اس کی بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور بولا'' اے میرے رب، مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح

کروں جو تجھے پسند آئے'' (سید مودودی)

''پس وہ اس کی بات سے خوش ہو کر مسکرایا اور دعا کی اے میرے رب مجھے سنبھالے رکھ کہ میں بھی اس فضل کا شکرگزار رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمایا اور میں ایسے نیک کام کروں جو تجھے پسند ہوں'' (امین احسن اصلاحی)

(۲) حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاه۔ (احقاف:۱۵)

''یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا ہے اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکرگزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے'' (فتح محمد جالندھری)

''یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا ''اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو'' (سید مودودی، یہاں ماضی کا ترجمہ مناسب نہیں ہے، چونکہ اذا آیا ہے اس لئے حال کا ترجمہ مناسب ہے جیسا کہ دیگر مترجمین نے کیا ہے)

''یہاں تک کہ جب وہ پہنچ جاتا ہے اپنی پختگی کو اور پہنچ جاتا ہے چالیس سال کی عمر کو، وہ دعا کرتا ہے اے رب مجھے سنبھال کہ میں تیرے اس فضل کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمایا اور وہ نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہیں'' (امین احسن اصلاحی)

صاحب تدبر نے دونوں مقامات پر ''مجھے سنبھال'' ترجمہ کیا ہے، جبکہ صاحب تفہیم نے پہلے مقام پر ''مجھے قابو میں رکھ'' اور دوسرے مقام پر عام ترجمے کے مطابق ''مجھے توفیق دے'' ترجمہ کیا ہے، دونوں حضرات کی تشریحات سے لگتا ہے کہ انہوں نے أوزع کے بجائے وزع کے معنی کو ملحوظ رکھا ہے۔ جبکہ أوزع باب افعال سے ہے، اور اس میں سلب ماخذ کا مفہوم ہے، یعنی ایزاع کا معنی وزع کے برعکس ہے، وزع کے معنی روکنے کے ہیں تو أوزع کے معنی رکاوٹ دور کرنے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دینے کے ہیں۔ غرض یہ کہ دونوں مقامات پر قابو میں رکھنے اور سنبھالنے کے بجائے توفیق دینے کا ترجمہ درست ہوگا۔ معنوی لحاظ سے بھی شکر ادا کرنے کے لئے قابو میں رکھنا کہنے کی مناسبت ظاہر نہیں ہوتی ہے۔

مولانا امانت اللہ اصلاحی یہاں (تــرضــاہ) کے ترجمہ کے حوالے سے ایک نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں وہ یہ کہ خوش ہونا اور راضی ہونا عمل کرنے والے سے متعلق ہوتا ہے، جب کہ پسند آنا یہ پسند ہونا یا پسند کرنا خود عمل سے متعلق ہوتا ہے، یہاں چونکہ عمل کے حوالے سے بات آئی ہے اور ضمیر عمل کی طرف لوٹ رہی ہے اس لئے پسند آنا یہ پسند ہونا یا پسند کرنا مناسب ترجمہ ہے۔

(۱۳۵) فهم یوزعون کا ترجمہ

یــوزعــون کا لفظ قرآن مجید میں تین مقامات پر آیا ہے، یہ فعل مضارع ہے، لفظی لحاظ سے اس کا ماضی وزع بھی ہوسکتا ہے اور أوزع بھی ہوسکتا ہے، گوکہ معنوی پہلو سے وزع ہی درست لگتا ہے جس کے معنی روکنے کے ہیں، اور لشکر کو قابو میں رکھنے کے بھی ہیں، جبکہ أوزع کے معنی ترغیب وتوفیق دینے کے ہیں، اہل لغت کے مطابق ایزاع توزیع کے ہم معنی ہوکر تقسیم کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، بہرحال یہ مفہوم اگر ہو بھی تو استعمال میں رائج نہیں ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ تینوں مقامات پر اس لفظ کے مختلف ترجمے کئے گئے ہیں:

(۱) وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ (النمل:۱۷)

''سلیمانؑ کے لیے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے'' (سید مودودی)

''اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے'' (احمد رضا خان)

''اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور قسم وار کیے جاتے تھے'' (فتح محمد جالندھری)

''سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرند میں سے جمع کیے گئے (ہر ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی'' (محمد جوناگڑھی)

''اور سلیمان کے جائزے کے لیے ان کا سارا لشکر، جنوں انسانوں اور پرندوں میں سے، اکٹھا کیا گیا اور ان کی درجہ بندی کی جا رہی تھی'' (امین احسن اصلاحی، یہاں جائزے کے لیے نہیں بلکہ مہم پر نکلنے کے لیے مراد ہے، کیونکہ اس کے فوراً بعد ایک مہم پر نکلنے کا تذکرہ ہے)

''اور سلیمان کے لیے اکٹھا کر دیے گئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر، تو وہ پوری طرح منظّم تھے''(امانت اللہ اصلاحی)

(۲) وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِن کُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً مِّمَّن یُکَذِّبُ بِآیَاتِنَا فَهُمْ یُوزَعُونَ۔(النمل:۸۳)

''اور ذرا تصور کرو اُس دن کا جب ہم ہر امّت میں سے ایک فوج کی فوج اُن لوگوں کی گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کو (ان کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ) مرتب کیا جائے گا''(سید مودودی)

''اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں''(احمد رضا خان)

''اور جس روز ہم ہر اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو اُن کی جماعت بندی کی جائے گی''(فتح محمد جالندھری)

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے گھیر گھار کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے''(محمد جوناگڑھی)

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی ایک فوج اکٹھا کریں گے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے تھے، پس وہ پوری طرح منظّم ہوں گے''(امانت اللہ اصلاحی)

(۳) وَیَوْمَ یُحْشَرُ أَعْدَاء اللَّهِ إِلَی النَّارِ فَهُمْ یُوزَعُونَ۔(فصلت:۱۹)

''اور ذرا اُس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف جانے کے لیے گھیر لائے جائیں گے اُن کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا''(سید مودودی)

''اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے''(احمد رضا خان)

''اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف چلائے جائیں گے تو ترتیب وار کر لیے جائیں گے''(فتح محمد جالندھری)

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا''(محمد جوناگڑھی)

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، پس وہ پوری طرح منظّم ہوں

گے“ (امانت اللہ اصلاحی)

مذکورہ ترجموں پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی اسلوب (فھم یوزعون) کا بعض مترجم تینوں مقامات پر الگ الگ ترجمہ کرتے ہیں، مثال کے طور پر صاحب تفہیم نے پہلے مقام پر قابو میں رکھنا، دوسرے مقام پر اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ مرتب کرنا اور تیسرے مقام پر روکنا ترجمہ کیا ہے۔

موخرالذکر دونوں آیتوں کا بہت سے لوگوں نے روکنے کا ترجمہ کیا ہے، وزع کے معنی روکنا ہوتے ہیں مگر وہ روکنا چلتے ہوئے شخص کو روکنا نہیں ہوتا ہے بلکہ کسی کام سے کسی کو باز رکھنا ہوتا ہے۔ اسی کو قابو میں رکھنا کہتے ہیں۔

لشکر کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے تو اس کا مفہوم لشکر کو منظم اور ڈسپلن میں رکھنا ہوتا ہے۔ اور یہی مفہوم مذکورہ بالا تینوں مقامات پر زیادہ بہتر طریقے سے فٹ ہوتا ہے۔

افادات جلیل احسن ندویؒ (۷)

ظفر احمد الاثری، لندن، ای میل:asarizafar@hotmail.com

سورہ الرعد

(آیت ۱) ’’الم‘‘ حروف مقطعات میں سے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہیں کہ زمانہ قریب ہے کہ نبی یا کتاب غالب ہوگی، یہ چیز اس کتاب کا جزو ہے جو غار حراء میں نازل ہونا شروع ہوئی، باطل کی آمیزش نہیں ہے اور پیشین گوئی کے مطابق ہے، اس سے پہلے بہت سا حصہ نازل ہو چکا ہے، کچھ لوگ ایمان لا رہے ہیں اور کچھ لوگ نہیں لا رہے ہیں، اس سورہ میں جو بات کہی جا رہی ہے وہ شروع ہوئی۔

(آیت ۲) زمین کے اوپر جو کائناتی حصہ ہے وہ بغیر عمد کے ہے، ایسا اس لیے کہ اس کے اندر قانون انجذاب ہے [تـــرو نهـــا] تم اسے روز دیکھ رہے ہو۔ اور اس کا بیان ہے کہ اللہ تعالی نے ان آسمانوں کو مسخر کر رکھا ہے، نظم وانتظام وہی کر رہا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کائنات میں اتنی یکسانیت موجود ہے جس کا تصور نہیں کا جا سکتا اور ان کے جو معبود ہیں وہ اللہ کے بے بس بندے ہیں۔ سورج اور قمر کے کام کو بتلایا جا رہا ہے کہ وہ متعینہ مدار پر چل رہے ہیں ایک کا مدار سال بھر کا ہوتا ہے اور دوسرے کا مدار بھی مہینہ بھر کا ہوتا ہے۔

(لاجـل مسـمـى) الى اجل مسمى، دوسری بات یہ کہ جب اللہ تعالی کہہ دے گا تم دونوں اپنا چکر بند کر دو تو دونوں اپنا چکر بند کر دیں گے۔

(آیت ۳) پہاڑ کھڑے کر دیے تا کہ بارش ہو اور اس سے نہریں وجود میں آئیں جس پر یہ لوگ سفر کرتے ہیں، اپنی تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔

(آیت ۳)[من كل الثمرات] ہر طرح کی پیداوار پیدا کی، اب یہ دوسری دلیل ٹھہری۔

(آیت ۳) [لآيات لقوم يتفكرون] التدبر و التفكر لا يمكن بغير عقل صحيح۔

(آیت ۴)[متجاورات] من حيث الاثبات۔

[نفضل] یہ سب دیکھ کر تم ایمان لاؤ اسی لیے وہ تمہیں دکھلاتا ہے [اکل] مزہ میں، اس سے یہ بات نکلی کہ وہ قیامت لائے گا، اور انسانوں کو الگ الگ کردے گا فرمانبرداروں کو انعام دے گا، اور نافرمانوں کو سزا دے گا۔ اس طرح لوگ اس دن دو گروہ میں بٹ جائیں گے۔ [یعقلون] جو خدا ایسا کر سکتا ہے اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ لوگوں کو جمع نہ کر سکے اور وہ دونوں ہی گروہوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ سوچیں تو ان کو ان دلائل میں خدا کی توحید مل جائے گی۔

(آیت ۵) عجیب ترین جو بات کہی جا سکتی ہے وہ مشرکین کا قول ہے، وہ یہ ہے کہ انسان از سرنو پیدا کیا جائے گا جبکہ اس کی ساری ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔

[أ ءِ نـــــــــا] یہ استہزاء ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے اور بالکل نامعقول بات ہے [أولـئك] آخرت کا انکار گویا خدا کی ربوبیت کا انکار کرنا ہے، اس لیے آخرت کے انکار کے نتیجہ میں مجرم ہیں، یعنی یہ ایمان نہ لانے کا نتیجہ ہے۔

(آیت ٦) اتنے دلائل کے بعد بھی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔

[انّ] وہ فوراً عذاب نہیں بھیج سکتا، بلکہ وہ مہلت دے رہا ہے کہ اب بھی ایمان لے آئیں یا یہ کہ اگر وہ ایمان لے آئیں تو اللہ تعالی ان کی مغفرت کر دے گا۔ اور اگر اس پر اصرار کرتے رہے تو اللہ تعالی عذاب الیم سے دو چار کرے گا۔ [للناس] سے مراد مشرکین ہیں۔

(آیت ۷) [آیۃ] سے مراد حسی آیت [انما] وہ عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ تو نبی کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم سے عذاب کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں، اس لیے کہ اس سے پہلے جتنے بھی نبی آئے، ان کا کام صرف ہدایت دینا تھا اور انذار و تبشیر کرنا تھا، نہ کہ انہیں معجزہ دکھلانے کا کام تھا۔ [لقوم هاد] کوئی معجزہ لے کر نہیں آیا۔

(آیت ۸) اثبات توحید، مجازات کے پہلو میں، قدرت، علم، اس کا اوپر سے تعلق یہ ہے کہ یہ لوگ عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں تو وہ عذاب آئے گا اور وہ اپنے وقت پر آئے گا۔

(آیت ا۔۷) مجازات کا مسئلہ، اس کے بعد توحید کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔

[یعلم] وہ پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے کہ اس کی کیا شخصیت ہوگی اور وہ کن صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔

[وما تغیض] اور وہ ارحام کی صلاحیتوں سے بھی واقف ہے کہ وہ کتنے بچے پیدا کریں گے یا نہیں کریں گے یا ہوں گے۔ سب فیصلہ شدہ ہے، کوئی کام اَلل ٹپ نہیں ہو رہا ہے۔

[متعال] بلند مرتبت۔

(آیت ۹) شرکاء کی پہنچ اس حد تک نہیں ہوسکتی وہ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا۔

[سارب] چلنا پھرنا، سب مجازات کا مسئلہ ہے۔

(آیت۱۰) القول المخفی اور القول المعلق سب برابر ہیں، دونوں کا یکساں علم رکھتا ہے۔

(آیت۱۱) [لـه معقبات] کچھ محافظ فرشتے ہوتے ہیں، دعا کرتے ہیں کہ ابھی مہلت دے دو، جب تک یہ لوگ اپنی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہوں، لیکن جب اس کی خلاف ورزی کریں تو اس وقت بچا نہیں سکتے۔

[ما بقوم] خوشحالی کی حالت، اقتدار کی حالت [مـا] الـحالة التی کانوا یستحقون رحمة الله، اس کے فرشتے ہٹ جاتے ہیں اور دعا نہیں کرتے ہیں[مرد] مصدر میمی۔

[له معقبات] ابھی عذاب نہ آنے کی وجہ۔

(آیت ۱۶) اہل توحید اور اہل شرک کی گفتگو کہ دونوں کا انجام برابر نہیں ہوسکتا۔

(آیت ۱۷) اوپر اہل توحید اور اہل شرک کے بارے میں گفتگو ہوئی اور دونوں کا انجام بیان ہوا، اس میں یہ بتلانا ہے کہ حق ہی کے لیے غلبہ ہے اور باطل کے لیے شکست ہے۔

[احتـمـل] سیلابی پانی میں جب بہت جھاگ ہوجاتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے ان کی پانی میں حکمرانی ہے۔ اسی طرح جب چاندی پگھلائی جاتی ہے تو اصل چیز نیچے دب کر رہ جاتی ہے، اور جھاگ اوپر ہوجاتا ہے، دو طرح کی مثال بیان ہوئی ہے۔ بتلانا مقصود یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باطل کی حکمرانی ہمیشہ رہے گی لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ زبـداً رابیـاً کی طرح تھوڑے ہی وقفے میں نیست و نابود ہوجاتے ہیں، اور خشک ہوجاتا ہے، معلوم ہوا کہ ابھی اہل باطل کی حکمرانی ہے اور اہل توحید مغلوب نظر آتے ہیں لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرے گا کہ اہل باطل جھاگ کی طرح اڑ جائیں گے۔ یہ تو دنیا میں دونوں کا انجام بیان ہوا اگلی آیت میں آخرت کا انجام بیان ہوا ہے۔

[امـــا الـزبـد] شرک کی مثال ہے، پانی کے اوپر جھاگ ہوتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ پانی اسے ریلے میں پھینک دیتا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں رہتا۔

[جفاء] حال ہے، پھینکا ہوا۔

[الأمثال] توحید اور باطل کی مثال مراد ہے۔ اہل توحید اور اہل باطل۔

[الذين] **مبتدا** ہے [و لو أن] **خبر** ہے۔

(آیت ۱۸) آخرت میں دردناک انجام بیان ہورہا ہے۔

[اولئك] **ان کا انجام برا ہوگا۔** [لافتدوا] لکن لیس ھناك فداء۔

(آیت ۲۰) [کمن ھو اعمی] **وہ اعمی اس وجہ سے ہیں کہ وہ عقل خالص سے نہیں سوچتے، بلکہ عقل سلیم رکھنے والوں نے سوچا کہ حقیقتاً یہ اللہ کی کتاب ہے اور اس پر ایمان لانا چاہیے۔**

(آیت ۲۰) [بعھد اللہ] **عہد فطری اور عہد تشریعی، جو میثاق ربوبیت لی گئی اسے پورا کرتے ہیں۔**

(آیت ۲۱) [مـا] **موصولہ صلہ رحمی، بندوں کے حقوق، قرابت داروں کے حقوق کو پورا کرتے ہیں۔** [خشیة] **اس خوف کا نام ہے جو کسی کے جلال وعظمت سے پیدا ہوتا ہے۔**

[سوء] **یہی سب کچھ کراتا ہے۔**

(آیت ۲۲) وجہ خوشنودی [ابتغاء] **یہ جتنا قوی ہوگا اتنا ہی دین پر جم سکے گا۔**

(آیت ۲۱۔۲۲) ماضی اور مضارع کے صیغے میں استعمال ہوا ہے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ماضی میں ہورہا ہے اور آج تک ہورہا ہے۔

(آیت ۲۲) [بالحسنة] **اچھائیوں کے ذریعہ برائیوں کو روکتے ہیں (الثانی) ہر کلمہ کو اچھے کلمہ سے دفاع کرتے ہیں۔**

(آیت ۳۲) [من صلح] **ان کے نقش قدم پر چلیں گے، فرق مراتب تو جنت میں ضرور ہوگا، لیکن ایک گھر میں جس طرح رہتے ہیں اسی طرح وہاں رہیں گے۔**

[یدخلون] **کا عطف** من **پر ہورہا ہے۔** [الملائکة] **استقبال کے لیے آئیں گے۔**

(۲۴) [بما صبرتم] علی الحق و عن المعاصی، عقبی، فی ھذہ الدار۔

(آیت ۲۴) [عقبی] **اچھا انجام، نتیجہ ہے جنات عدن۔**

(آیت ۲۵) صاحب کتاب بھی سامنے ہیں۔ [یقطعون] **مشرکانہ نظام میں ماں، بہن، اور دوسرے اعزہ واقارب کے حقوق پورے نہیں ہوتے، اس لیے ان کا اصلی مزاج یہی ہوتا ہے۔ اور اللہ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور یہی فساد فی الارض ہے۔**

(آیت ۲۶) یہ دعوت کو مان رہے ہیں اور اپنے کو منعم علیہ گروہ شمار کررہے ہیں اور مومنین کو مبغض

علیہ گروہ سمجھ رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس دولت کی ریل پیل ہے اسی سے وہ فلسفہ نکالتے ہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہے، اگر ایسا نہیں ہوتا تو ہمیں دولت سے کیوں نوازتا، تو اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ تم ہی میں کچھ لوگ مفلوک الحال ہیں اور کچھ لوگ مالدار ہیں اور کچھ کو ناپ تول کر روزی ملتی ہے۔اور کچھ کو کشادگی کے ساتھ ملتی ہے۔کبھی قحط سالی سے دوچار ہوتے ہو، اس سے معلوم ہوا یہ محبوبیت کی دلیل نہیں ہے اور نہ یہ منعم علیہ اور مغضض علیہ ہونے کا پیمانہ ہے۔

[فرحوا] انعم الله عليهم ای بطروا [الا متا ع] قليل فی الآخرة۔

(آیت ۲۷) ہدایت اور ضلالت اللہ کے قانون کے تحت ہوتا ہے، آیت حسیہ سے ہدایت نہیں ملتی اگر ہدایت ملے گی تو اسی سے ملے گی۔جن کے اندر انابت پیدا ہوگی، انہیں ہدایت ملے گی۔اور جن کے اندر ایسا نہیں ہوگا اللہ انہیں بھٹکتا چھوڑ دے گا۔

مؤمنین جو ایمان لائے اسی قرآن پر ایمان لائے، قرآن توحید و معاد کے بارے میں جو دلائل پیش کرتا ہے، ان پر وہ مطمئن ہو گئے۔اگر تم ایسا کرو گے تمہیں بھی اطمینان حاصل ہوگا۔اگر ایمان کا انحصار آیت حسیہ پر ہوتا تو یہ لوگ کیونکر ایمان لاتے، ذکر اللہ ہی کے ذریعہ اطمینان حاصل ہوسکتا ہے۔

[مــــــآب] انجام (آیت ۲۹) اور جو لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں ان کا حسن مآب نہیں ہے۔[کــــذالك] ای لـــذالك، ہدایت کی غرض سے ہم نے آپ کو بھیجا ہے تا کہ آپ تلاوت کر کے انھیں بتلائیں، معجزہ کے چکر میں کسی کو نہیں رہنا چاہیے مؤمنین ہوں یا کافرین۔آیتیں سنائیں تا کہ وہ ہماری ربوبیت کو مانیں جواب تک ہماری ربوبیت کا انکار کررہے ہیں یا گویا ان پر فرد جرم عائد کیا جارہا ہے۔آپ پر کتاب آئی لیکن وہ مان کر نہیں دے رہے ہیں تو آپ انھیں کہہ دیجیے، میرا الہ وہی ہے اور میرا اصل۔

(آیت ۳۱) [لـو] جواب یہ کہ: اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی یہ ایمان لانے کو نہیں، اس لیے معجزہ کا مطالبہ تو ایمان لانے کے لیے نہیں کرتے بلکہ معجزہ تو اللہ کی مشیت اور اذن سے آتا ہے۔اور اس کی مشیت یہ ہے کہ انسان کو اختیار کی آزادی دی ہے، خیر و شر کی تمیز کرا دی ہے، خیر اور شر کے دلائل فراہم کر دیے جائیں اور ان سے خیر کا مطالبہ کیا جائے، آنا ہے تو آجائیں ورنہ اپنے انجام کو سامنے رکھیں۔

[افلم ييئس] وہ اپنا قانون جبر نافذ نہیں کرتا، آیات بھیجنے کا مطلب یہ ہے ایک طرح کا جبر ہے۔ اس پر انھیں مطمئن ہوجانا چاہیے۔

[ولا یزال] یہ تذکیر کے لیے کافی ہے جو تنبیہی عذاب آتے رہے ہیں، یہی تنبیہی عذاب ہیں۔

(آیت۳۲) بڑا بھیانک عذاب دیا۔انھیں پکڑے گا، اس آیت میں حضورﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے۔

(آیت۳۳) اللہ ہی کو الہ بنانا چاہیے، پوری کائنات اعلان کر رہی ہے کہ ایک ہی الہ ہے۔[سموہ]ان کی صفات گناؤ [بظاھر] بغیر سوچے سمجھے [بل زین] ایسا نہیں ہے کہ شرکاء کے لیے انھیں دلائل مل گئے ہیں اور نہ ایسا ہے کہ انھیں توحید کے خلاف دلائل مل گئے ہوں بلکہ شیطان نے انھیں روک رکھا ہے۔اوران کے اعمال کو سنوار دیا ہے۔

(آیت۳۳)[أ فمن هو قائم علی کل نفس] کمن لیسوا بقائمین علی کل نفس بما کسبت۔(الثانی) کیا وہ عبادت کے لائق ہے یا تمہارے شرکاء عبادت کے لائق ہیں۔

[و جعلوا] حالانکہ زمین میں کوئی بھی توحید کے خلاف دلیل نہیں ملتی۔

[ام تنبؤنه] وہ تو نہیں جانتا کہ کوئی ہمارا شریک ہے لیکن تمہیں اس کا علم ہو گیا۔گویا تم اس سے زیادہ علم رکھنے والے ہو۔[ما]ان کے شرکاء[و جعلوا] اس کا عطف پورے مفہوم پر ہوگا۔کائنات میں خدا کے علاوہ کوئی بھی الوہیت کے لائق نہیں ہے لیکن لوگوں نے اس کے ساتھ شریک ٹھہرالیا ہے۔مثلاً سورہ انعام میں (آیت۱۰۰) سورہ زخرف (آیت۱۵)۔

(آیت۳۴)اس کے بدلے عذاب آئے گا۔(آیت۳۵)[مثل] کمثل جنة تجری۔

(آیت۳۶) [والذین آتینا] تسلی کا پہلو ہے،نصاری انکار ہی نہیں کر رہے ہیں، یہ اھل کتاب ہیں جو اس کتاب کا انتظار کر رہے تھے اور اس کتاب کے آتے ہی ایمان لائے، یہ تعبیر اس بات کی علامت ہے۔یہ لوگ اپنی کتاب پر ممکن حد تک عمل کرتے رہے اور ''جن کو ہم نے کتاب دی تھی'' قرآن کی یہ تعبیر اس بات کی علامت ہے کہ انھوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

[من الاحزاب] یہود و نصاری اور مشرکین۔اور اسی معنی میں احزاب قرآن میں استعمال ہوتا ہے۔جہاں مخالفت کے حصے ہوتے وہاں مخالفت کرتے ہیں اس لیے کہ ایک حصہ ان کے عقیدہ سے ملتا ہے لیکن دوسرا حصہ ان کے خیالات سے نہیں ملتا، اس طرح مشرکین الوہیت کے دلائل کو مانتے ہیں لیکن جہاں ان کے شرکاء کے خلاف دلائل دیے جاتے ہیں وہاں انکار کر بیٹھتے ہیں۔

[قل] چاہے احزاب جتنا جوش دکھلائیں ہمیں اسی طرف جانا ہے۔یہ لوگ مانیں یا نہ مانیں میں تو خدا کی طرف دعوت دیتا رہوں گا۔

(آیت۳۷) كما انزل القرآن حكما عربيا و كذالك انزلنا حكما عربيا ، حال،"حکمت" عربی زبان میں اتر رہی ہے اور کبھی عبرانی زبان اور کبھی سریانی زبان میں اترتی رہی ہے۔

[مالك] یہی جواب پر دال ہے یعنی حرمت من ولاية الله، [اهواء] باطل رسم ورواج۔

(آیت ۳۸) یہ رسالت کے منافی بات ہے۔دوسرے اعتراض کا جواب ہے کہ وہ عذاب نہیں لاسکتا۔[أجل] كل أجل مكتوب، ہر مقررہ فیصلہ اس میں درج ہے، عذاب کب آئے گا، اور قوموں پر جو عذاب آیا کرتا ہے وہ اس میں درج ہے۔

(آیت ۳۹) اللہ کے قبضے میں تمام چیزیں ہیں، کس کو مٹانا چاہیے اسے وہ جانتا ہے، جو لوگ زندہ رہنے کے لائق ہیں انہیں زندہ رہنے دے گا۔اور اسی کے پاس اصل کتاب موجود ہے۔اور وہی اس سے بخوبی واقف ہے کہ عذاب کب آئے گا۔

(آیت۴۰) نبی کو ہدایت دی جارہی ہے کہ عذاب آئے گا۔دونوں شکلوں میں (یعنی آنے اور نہ آنے کی شکل میں) آپ اپنا کام کریں اس فکر میں نہ رہیں کہ عذاب کب آئے گا۔

[أو نتوفينك] فاصبر على دعوتك و بلغ الدعوة۔

(آیت۴۱) عاد وثمود کو بے دخل کردیا۔

[معقب] لا راد حكمه ، وہ شخص جو کسی کی کارکردگی کو دیکھ کر اس کے صحیح اور غلط ہونے کا فیصلہ کرے۔

[هو] للكافرين۔

(آیت۴۲) جس طرح یہ لوگ خفیہ تدبیر کررہے ہیں اسی طرح اللہ تعالی بھی کررہا ہے۔لیکن وہ لوگ خدا کی تدبیر سے ناواقف ہیں، اس لیے اللہ کی تدبیر ان کی تدبیر پر غالب آئے گی۔اور ان کا مکر نہیں چلے گا۔

[يعلم] کیا سازش کرتے ہیں، بدانجامی دونوں جگہ ہے، ان ماکرین کو بتلایا جارہا ہے کہ ہمارے خدا کے پاس ان سب باتوں کا علم ہے۔

(آیت۴۳) ان کی کٹ حجتی کا جواب دیا جارہا ہے۔

مرسی دورِ حکومت کا

...... مصری دستور ......

ترجمہ: عبیداللہ طاہر فلاحی مدنی، اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

obaidullahtahirfalahi@gmail.com

25 جنوری 2011 کومصر میں انقلاب نے دستک دی۔ حسنی مبارک کے تیس سالہ ظالمانہ دور کا عوامی جدوجہد کے نتیجے میں خاتمہ ہوا۔ جمہوری طریقہ سے عام انتخابات کرائے گئے جس میں اخوان المسلمون نے بے مثال کامیابی حاصل کی۔ اگلے مرحلے میں صدارتی انتخابات میں اخوان سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر محمد مرسی کامیاب ہوئے، اور جون 2012 میں صدارتی حلف اٹھایا۔ ملک میں دستور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے دستور سازی کا عمل مکمل کرکے دو مرحلوں میں اس دستور پر ریفرنڈم کروایا، 15 دسمبر اور 22 دسمبر 2012 کو ہونے والے اس ریفرنڈم میں عوام کی بڑی تعداد نے اس کے حق میں ووٹ دیا، اور اس طرح مصر میں جمہوری آئین کی تشکیل کا عمل مکمل ہوا۔

۳/جولائی ۲۰۱۳ء کومصر میں عالمی سازشوں کے نتیجے میں فوجی بغاوت ہوئی اور مرسی حکومت کا تختہ پلٹ دیا گیا۔ اس دستور پر بعض حلقوں کی طرف سے اعتراضات بھی کیے گئے، اور بطورِ خاص مذہبی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق مبالغہ آمیز خدشات کا اظہار کیا گیا۔ ضرورت تھی کہ معروضی انداز میں دستور کا جائزہ لیا جائے اور اس کے بارے میں منصفانہ علمی رائے قائم کی جائے، اسی احساس کے تحت مصر کی فوجی بغاوت پر پانچ سال کا بدترین عرصہ گزر جانے پر پورے دستور کا ترجمہ اُردو قارئین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، یہ دستور مرسی حکومت کے سلسلہ میں اپنے آپ میں ایک تاریخی شہادت کا درجہ رکھتا ہے۔ برسرِ موقع واضح کردیا جائے کہ مصری دستور کا یہ ترجمہ انفرادی اور غیر اختصاصی کاوش کا نتیجہ ہے، اسے مصری دستور کا مکمل ومصدقہ ترجمہ خیال نہ کیا جائے۔ (مترجم)

....

دیباچہ

ہم مصر کے عوام خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے اور اس کی مدد سے برملا اعلان کرتے ہیں کہ:

یہ ہمارا دستور ہے جو 25 جنوری کے انقلاب کی دستاویز ہے۔ وہ انقلاب جسے نوجوانوں نے شروع کیا تھا، اور پوری قوم جس کے ساتھ جڑ گئی تھی اور ہماری مسلح افواج نے بھی جس کی حمایت کی تھی۔ تحریر اسکوائر اور ملک بھر میں ہم ناانصافی، تشدد، ظلم وزیادتی، استبداد، تفریق، لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کی ہر صورت کو یکسر مسترد کر چکے ہیں۔ ہم اپنے مکمل حقوق: یعنی زندگی، آزادی، سماجی انصاف اور تکریمِ انسانیت کا اعلان کرتے ہیں، ان حقوق کے لیے ہمارے شہداء نے اپنا خون بہایا، زخمیوں نے تکلیفیں برداشت کیں، بچوں نے خواب دیکھے اور ہمارے مرد وخواتین نے جدوجہد کی۔ ہم نے اپنی عظیم تہذیب کی فضاؤں اور اپنے تابناک ماضی کو پھر سے حاصل کیا، ابدی اور دائمی دریائے نیل کے کناروں پر ہم نے ایسی ریاست قائم کی ہے جو مدنیت اور مساوات کی علمبردار ہے۔ ہم نے انسانیت کو اولین حروف ابجد عطا کیے، وحدانیت اور خالق کائنات کی معرفت کی راہ کھولی، خدا کے پیغمبروں اور ان کے پیغام کی تصدیق کی، اور تاریخ کے اوراق کو تخلیقی کارناموں سے زینت بخشی۔ اپنے اس عظیم انقلاب کے تسلسل کی خاطر- جس نے تمام باشندگانِ مصر کو ایک پلیٹ فارم پر نئی جمہوری ریاست کے قیام کے لیے اکٹھا کر دیا تھا- ہم درج ذیل اصولوں پر کاربند رہنے کا اعلان کرتے ہیں:

1۔ عوام ہی تمام مقتدر اداروں (Authorities) کا سرچشمہ ہوں گے: یہ ادارے عوام ہی نے بنائے ہیں، اور ان کو عوام ہی نے جواز عطا کیا ہے، اور یہ عوام ہی کی امنگوں پر منحصر ہیں۔ ذمہ داریوں اور قابلیتوں کی انجام دہی ایک فرض ہے، کوئی استحقاق نہیں، اور نہ ان کے ذریعے رعایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

2۔ نظامِ حکومت جمہوری ہوگا: اقتدار کی منتقلی پُرامن ہوگی، کثیر الجماعتی سسٹم نافذ ہوگا، الیکشن صاف شفاف ہوں گے، اور قومی فیصلوں میں عوام کی بھرپور شرکت رہے گی۔

3۔ فرد کی عزت وتکریم ریاست کی عزت وتکریم ہے: نیز اس ریاست کی کوئی عزت وتکریم نہیں جس میں خواتین کی تکریم نہیں کی جاتی۔ خواتین مردوں کے مثل ہیں، اور تمام قومی ذمہ داریوں اور حقوق میں برابر کی شریک ہیں۔

4۔ آزادی سب کا بنیادی حق ہے: رائے اور فکر، ایجاد وتخلیق، ملکیت، رہائش اور سفر وغیرہ ہر طرح کی آزادیاں یقینی بنائی جائیں گی۔ اس آزادی کے اصول خالق نے کائنات کی حرکت اور فطرتِ انسانی میں ودیعت کر دیے ہیں۔

5۔ مساوات اور یکساں مواقع: بلاتفریقِ مرد وزن تمام شہریوں کو یکساں مواقع حاصل ہوں گے۔ اقربا پروری اور ترجیحی سلوک سے یکسر گریز کیا جائے گا۔

6۔ قانون کی بالا دستی: کوئی بھی قانون سے اوپر نہیں ہوگا۔ عدالت کی حیثیت آزاد اور خود مختار ادارے کی ہوگی۔ دستور کی حفاظت، عدل وانصاف کی ضمانت اور شخصی حقوق وآزادیوں کا تحفظ اس کی بنیادی ذمہ داری ہوگی۔

7۔ قومی اتحاد اور ملکی سالمیت ایک فریضہ ہے: جدید مصر کی تعمیر کا یہ بنیادی عنصر ہے جس کی بنیاد پر ملک تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ رواداری، اعتدال اور بلاتفریق سب کے حقوق کی حفاظت جیسی اعلیٰ قدروں کو نافذ العمل کیا جائے گا۔

8۔ ملک کا دفاع فرض بھی ہے اور اعزاز بھی: فوج ملک کے دفاع کا فریضہ انجام دے گی، سیاسی معاملات میں کوئی مداخلت کرنا اس کے دائرۂ کار سے باہر ہوگا۔ یہ ملک کی حفاظتی ڈھال ہے۔

9۔ امن وامان: ملک میں امن وامان کے قیام کی ذمہ داری پولیس فورس کے کاندھوں پر ہوگی، جو عوام کے تحفظ اور انصاف پر مبنی اقدامات کے نفاذ کی خاطر ان کی خدمت کے لیے مستعد رہے گی، اس لیے کہ تحفظ کے بغیر انصاف ممکن نہیں، اور تحفظ سلامتی کے ایسے اداروں کے بغیر ممکن نہیں جو انسانی وقار اور قانون کی بالا دستی کا احترام کرتے ہوں۔

10۔ اتحاد ویگانگت عرب اقوام کے لیے امید کی کرن ہے: یہی تاریخ کی پکار، مستقبل کا پیغام اور تقدیر کا مطالبہ ہے۔ اس اتحاد کو وادیٔ نیل کے ملکوں اور مسلم دنیا دونوں کے ساتھ یکجہتی اور بھائی چارے کے ذریعے طاقت فراہم کی جائے گی۔ عالمی نقشے پر مصر کی انفرادی حیثیت اسے اس کارِ عظیم کی انجام دہی کا اہل بناتی ہے۔

11۔ علمی وفکری قیادت: اپنے تعلیمی اداروں، تحقیقی مراکز اور بالخصوص جامعہ ازہر کے ذریعہ جو تاریخی کردار مصر ادا کرتا رہا ہے اور جس کے ذریعہ اسلامی فکر کے فروغ، شریعتِ مطہرہ کے تحفظ اور عربی زبان وادب کی ترویج کا عظیم الشان کام ہوتا آیا ہے، اسے مزید منظم اور مؤثر بنایا جائے گا۔

ہم مصری عوام اللہ اور اس کے ابدی پیغام پر ایمان رکھتے ہوئے، وطن اور امت کا حق تسلیم کرتے ہوئے، اور اپنی وطنی وانسانی ذمہ داریوں کا شعور رکھتے ہوئے اس دستور –جس کو ہم نے تسلیم کیا ہے– کے اصولوں کی پاسداری کا عہد کرتے ہیں، ہم اس کی تنفیذ اور اس کی حفاظت کی یقین دہانی کراتے ہیں، اور وثوق سے کہتے ہیں کہ ریاستی حکام اور عوام اس کا تحفظ اور احترام کریں گے۔

باب اول: ریاست اور معاشرے کے بنیادی اصول

فصل اول: سیاسی اصول

دفعہ نمبر 1: عرب جمہوریہ مصر ایک آزاد، خودمختار، متحدہ اور ناقابلِ تقسیم ریاست ہے۔ اس کا نظام جمہوری ہوگا۔ مصری عوام امتِ عربی و اسلامی دونوں کا جزو ہیں، جنہیں دریائے نیل اور برِّ اعظم افریقہ سے اپنی نسبت اور ایشیا تک اپنی وسعت پر فخر ہے۔ اور وہ تہذیبِ انسانی کی تعمیر میں مثبت شرکت کریں گے۔

دفعہ نمبر 2: ریاست کا مذہب اسلام اور سرکاری زبان عربی ہے اور اسلامی شریعت کے اصول ومبادی قانون سازی کا بنیادی سرچشمہ ہیں۔

دفعہ نمبر 3: ہم وطن عیسائیوں اور یہودیوں کی شریعت، ان کے اپنے پرسنل لاز اور امورِ دینی کے سلسلے میں بنیاد مانی جائے گی۔

دفعہ نمبر 4: ''ازہر شریف'' ایک مستقل اسلامی ادارہ ہوگا جو دعوتِ اسلامی کی اشاعت، دینی علوم کی ترویج اور عربی زبان کے فروغ کے لیے کام کرے گا، مزید یہ کہ اسلامی شریعت سے متعلق امور و مسائل میں علمائے ازہر کی سپریم کونسل کو حاکمانہ حق حاصل ہوگا۔ اس کی جملہ مالی کفالت حکومت کے ذمہ ہوگی۔ شیخ الازہر آزاد ہوں گے، انہیں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس ذمہ داری کے لیے علماء کی سپریم کونسل کے ممبران میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 5: حکمرانی کا حق عوام کو حاصل ہوگا، وہ اس کا استعمال کریں گے اور اس کی قومی وحدت کا تحفظ کریں گے۔ اور عوام ہی تمام اختیارات کا سرچشمہ ہوں گے۔

دفعہ نمبر 6: سیاسی نظام جمہوریت، شورائیت اور شہریت کی بنیاد پر قائم ہوگا۔ جملہ بنیادی حقوق وواجبات میں تمام شہری برابر ہوں گے۔ کثیر الجماعتی نظام رائج ہوگا اور اقتدار کی منتقلی پُرامن طریقے سے ہوگی۔ حکومتی ادارے توازن کے ساتھ کام کریں گے۔ قانون کی بالادستی اور حقوق وآزادیوں کا تحفظ یقینی بنایا جائے گا۔ نیز کسی ایسی سیاسی جماعت کی تشکیل کی اجازت نہ ہوگی جو شہریوں کے درمیان نسلی یا دینی تفریق کی بنیاد پر قائم ہو۔

دفعہ نمبر 7: ملکی امن کا دفاع اور وطن کی حفاظت شرف وفضیلت اور ایک مقدس فریضہ سمجھا جائے گا اور وضع کردہ ضابطوں کے بموجب فوج میں بھرتی لازمی ہوگی۔

فصل دوم: سماجی اور اخلاقی اصول

دفعہ نمبر 8: حکومت عدل، مساوات اور آزادی کے حصول کا نظم کرے گی۔ شہریوں کے درمیان

باہمی تعاون کے جذبہ کوفروغ دے گی۔لوگوں کی جان ومال اورعزت وآبرو کی حفاظت کویقینی بنائے گی۔ تمام شہریوں کوبقدرِضرورت اشیاءفراہم کرے گی۔

دفعہ نمبر 9: حکومت امن وامان اور یکساں مواقع بلاکسی تفریق کے تمام شہریوں کے لیےفراہم کرے گی۔

دفعہ نمبر 10: خاندانی نظام معاشرے کی بنیاد ہے۔دین، اخلاق اورقومی وابستگی اس کے اہم عناصر ہیں۔ریاست اور معاشرہ مصری خاندان کی بنیادی ساخت، اس کی مضبوطی، استحکام اوراخلاقی اقدار کی حفاظت کریں گے۔ریاست ماں اور بچے کی بنیادی ضروریات کی کفالت کرے گی، اورخاتونِ خانہ کی گھریلو ذمہ داریوں اورعمومی سرگرمیوں کی انجام دہی میں توافق پیدا کرے گی۔ریاست عیال دار، مطلقہ اور بیوہ خواتین کی حفاظت ودیکھ بھال کاخصوصی اہتمام کرے گی۔

دفعہ نمبر 11: اخلاق وآداب کی ترویج ہوگی۔تعلیم وتربیت کا اعلیٰ معیار قائم ہوگا۔

دفعہ نمبر 12: حکومت علمی، تہذیبی اورلسانی اساسات کی حفاظت کرے گی اورعلوم ومعارف اور تعلیم کوبزبانِ عربی رائج کرے گی۔

دفعہ نمبر 13: شہریوں کے درمیان فرقِ مراتب کانظام ممنوع ہوگا۔

فصل سوم: معاشی اصول

دفعہ نمبر 14: اقتصادی ترقی کی ہمہ جہت کوشش ہوگی۔غربت اور بے روزگاری کا ازالہ ہوگا اور شہریوں کے لیے کام کے مواقع بڑھائے جائیں گے۔پیداوار اورقومی آمدنی کی شرح میں اضافہ کیا جائے گا۔ترقیاتی منصوبوں کوسماجی انصاف اور باہمی تعاون کی بنیاد پرتشکیل دیا جائے گا اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کویقینی بنایا جائے گا۔

دفعہ نمبر 15: قومی معیشت کی بنیاد زراعت پر ہوگی۔حکومت قابل کاشت اراضی کی حفاظت کرے گی اوراس میں اضافہ کرے گی۔زمین کا استعمال عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر ہوگا۔

دفعہ نمبر 16: حکومت گاؤں اور دیہی علاقوں کوترقی دے گی، اور وہاں کے رہنے والوں کی معاشی حالت میں سدھار لائے گی۔

دفعہ نمبر 17: صنعت وحرفت کوقومی معیشت میں بنیادی حیثیت حاصل ہوگی، حکومت اس کوفروغ دے گی۔

دفعہ نمبر 18: ملک کے قدرتی ذخائر پوری قوم کی ملکیت ہوں گے۔حکومت ان کی حفاظت کرے

گی اور ان کا صحیح استعمال کرے گی، اور اس میں تمام لوگوں کے حقوق کا خیال رکھے گی۔ لاوارث مال حکومت کی ملکیت سمجھا جائے گا۔

دفعہ نمبر 19: دریائے نیل اور دیگر نہریں قومی ملکیت ہیں، حکومت ان کی حفاظت کرے گی۔ نیز ان سے استفادے کے وسائل کی وضاحت قانون کرے گا۔

دفعہ نمبر 20: حکومت سمندروں، دریاؤں، ساحلوں اور دیگر قدرتی آثار کی حفاظت کرے گی۔

دفعہ نمبر 21: حکومت قانون کے مطابق لوگوں کی ملکیت کا خیال رکھے گی۔

دفعہ نمبر 22: ملکی پراپرٹی کی حفاظت حکومت اور عوام دونوں کا قومی فریضہ ہوگا۔

دفعہ نمبر 23: حکومت امدادِ باہمی کا خیال رکھے گی۔

دفعہ نمبر 24: ملکیتِ خاصہ کی حفاظت کی جائے گی اور یہ قومی معیشت کے استحکام میں اپنا رول ادا کرے گی۔ اس پر ناجائز قبضہ ممنوع ہوگا۔

دفعہ نمبر 25: حکومت رفاہی اوقاف کے قیام کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

دفعہ نمبر 26: مالی ٹیکس عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر لگائے جائیں گے، اور اس کے جملہ امور کی وضاحت قانون کرے گا۔

دفعہ نمبر 27: مختلف منصوبوں کی تنفیذ اور ان کے منافع میں مزدوروں کا حصہ ہوگا، اور ان کی حفاظت کرنا سب کی ذمہ داری ہوگی۔

دفعہ نمبر 28: حکومت ملکی ذخائر کو بڑھانے کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

دفعہ نمبر 29: مفادِ عامہ کے بغیر کسی چیز کو قومی ملکیت میں شامل کرنا ممنوع ہوگا، نیز شامل کرنے کی صورت میں مالک کو پورا معاوضہ دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 30: عام لوگوں کے اموال و جائیداد کا ضبط کرنا ممنوع ہوگا۔ تاہم عدالت کے حکم سے مخصوص حالات میں جائز ہوگا۔

باب دوم: حقوق اور آزادیاں

فصل اول: انفرادی حقوق

دفعہ نمبر 31: تعظیم وتکریم ہر انسان کا حق ہے، حکومت اور عوام اس کا خیال رکھیں گے۔

دفعہ نمبر 32: مصری شہریت ہر ایک کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر 33: قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہوں گے۔ جملہ حقوق و واجبات میں ان کے ساتھ

یکساں سلوک ہوگا۔

دفعہ نمبر 34: شخصی آزادی سب کا فطری حق ہوگا، جس میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔

دفعہ نمبر 35: بجز شبہہ کی حالت کے، کسی کو گرفتار کرنا، قید کرنا، سفر سے روکنا، اس کی آزادی کو کسی طرح مقید کرنا عدالتی حکم کے بغیر جائز نہیں ہوگا اور یہ عدالتی حکم بھی کسی قانونی چارہ جوئی اور تحقیق کی بنیاد پر صادر ہوگا۔ اگر کسی فرد کو اپنی آزادیوں کے سلب کیے جانے کی شکایت ہے تو اسے اس بات کا حق ہے کہ اگلے بارہ گھنٹوں کے اندر اسے اس کے اسباب سے آگاہ کیا جائے۔ مزید یہ کہ وہ اپنی شکایت کو لے کر اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر متعلق وزارت کے ذمہ داروں سے شکایت کرسکتا ہے۔ ایسے کسی بھی انسان کے ساتھ عدالتی چارہ جوئی اس کے وکیلوں کی موجودگی میں کی جائے گی اور اگر اس کا کوئی وکیل نہ ہوا تو اس کے لیے رضا کار سرکاری وکیل فراہم کیا جائے گا۔ ہر شخص جس کو کسی وجہ سے قید و بند کیا گیا ہے وہ خود یا کوئی اور اس کی طرف سے عدالت میں شکایت کرسکتا ہے، اور لازمی ہوگا کہ اس کے معاملہ کی تمام کارروائی اور فیصلہ ایک ہفتہ میں کردیا جائے، بصورتِ دیگر اسے رہا کرنا ضروری ہوگا۔ قانون کی رو سے احتیاطاً قید کرنے کی مدت اور اس کے احکام واسباب متعین کیے جائیں گے، اور بتایا جائے گا کہ کن حالات میں اس قسم کی قید و بند کا معاوضہ دیا جائے گا یا کن حالات میں سزا کا حکم نافذ کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 36: کسی شخص کو گرفتار یا قید کرنے کی صورت میں اس کی عزتِ نفس وشرافت کی حفاظت ضروری ہوگی۔ اس کو ٹارچر کرنا اور کسی قسم کی ذہنی یا جسمانی اذیت دینا ممنوع ہوگا۔ نیز قید ایسی ہی جگہ کیا جائے گا جو قانون کے زیرِ نگیں ہو اور طبی لحاظ سے مناسب ہو۔

دفعہ نمبر 37: جیل ایک ایسی جگہ ہوگی جہاں سزا کے ساتھ ساتھ اصلاحِ نفوس کا کام بھی انجام پائے گا۔ جیلیں عدالتوں کی نگرانی میں رہیں گی، اور ان میں ہر وہ عمل ممنوع ہوگا جو انسانی کرامت کے منافی اور صحتِ عامہ کے خلاف ہو۔

دفعہ نمبر 38: شہریوں کی اپنی مخصوص زندگی پرائیوٹ ہوگی۔

دفعہ نمبر 39: چادر اور چہار دیواری کا احترام ہوگا۔ خطرے اور مدد کی صورتوں کے علاوہ ان میں داخل ہونا، ان کی تفتیش کرنا، تلاشی لینا، ان کی نگرانی کرنا ممنوع ہوگا۔

دفعہ نمبر 40: پُرامن زندگی ہر شہری کا حق ہے اور یہ حکومت فراہم کرے گی۔

دفعہ نمبر 41: انسانی جسم کی عزت وتعظیم ہوگی، اس کے اعضاء کی خرید وفروخت ممنوع ہوگی، اور بغیر رضامندی کے اس پر کوئی طبی یا سائنٹفک تجربہ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 42: ہر شخص کو اقامت گزیں ہونے، سفر کرنے اور ہجرت کرنے کی آزادی حاصل ہوگی۔ کسی کو ملک بدر کرنا یا ملک میں دوبارہ واپس آنے سے روکنا ہرگز جائز نہیں ہوگا۔ ملک چھوڑنے کی ممانعت یا اجباری سکونت عدالت کے حکم سے ایک محدود عرصہ کے لیے ہی ہوگی۔

فصل دوم: شہری اور سیاسی حقوق

دفعہ نمبر 43: ہر شخص کو عقیدہ کی آزادی ہوگی۔ آسمانی مذاہب کے عبادت گھروں کی تعمیر کی آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 44: کسی بھی نبی یا رسول کی شان میں گستاخی ممنوع ہوگی۔

دفعہ نمبر 45: فکر ورائے کی آزادی ہوگی۔ تقریر وتحریر، فوٹو گرافی یا دیگر وسائل کے ذریعہ اظہارِ رائے کی آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 46: ہر شہری کو نئی ایجادات کرنے کی آزادی ہوگی۔ حکومت علوم وفنون کو فروغ دے گی۔ موجدین کی سر پرستی کرے گی، ان کی ایجادات کی حفاظت کرے گی اور مفادِ عامہ میں ان کا استعمال کرے گی۔ نیز قومی ثقافت کی حفاظت کی تدابیر اختیار کرے گی۔

دفعہ نمبر 47: مختلف ریکارڈس، اعداد وشمار اور دستاویزات کا حصول اور ان کو عام کرنا ہر شہری کا حق ہوگا جو کہ حکومت فراہم کرے گی، بشرطیکہ کسی کی پرائیوٹ زندگی اس کی زد میں نہ آتی ہو اور نہ ہی ایسا کرنا امنِ قومی سے متصادم ہوتا ہو۔ یہ تمام امور وضع کردہ ضوابط کے تحت ہوں گے۔

دفعہ نمبر 48: صحافت، طباعت، نشر واشاعت اور دیگر ذرائعِ ابلاغ کو آزادی حاصل ہوگی۔

دفعہ نمبر 49: رسائل وجرائد کی اشاعت اور ان کی ملکیت کی آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 50: شہریوں کو عام اجتماعات، جلوس اور غیر مسلح پُر امن مظاہروں کی آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 51: مختلف تنظیموں، پارٹیوں اور پرائیوٹ اداروں کے قیام کا حق ہوگا، اور متعلقہ ذمہ داران اُن کی سرگرمیاں پوری آزادی کے ساتھ انجام دے سکیں گے۔

دفعہ نمبر 52: انجمنوں، یونینوں اور کوآپریٹیو اسوسی ایشنوں کے قیام کی آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 53: قانون پیشہ ورانہ یونینوں اور تنظیموں کو منظّم کرے گا، انہیں جمہوری طریقوں پر گامزن کرے گا، ان کے ذرائعِ آمدنی کا تعین کرے گا، اور ان کے ممبروں سے اخلاقی تناظر میں مختلف اعمال وخدمات کے تئیں باز پرس کا طریقہ تشکیل دے گا۔ کسی بھی صنعت وحرفت کو منظّم کرنے کے لیے ایک ہی تنظیم ہوگی۔ حکومتِ وقت کو حق نہیں ہوگا کہ وہ مختلف صنعتوں کی انتظامیہ کو بلا کسی عدالتی فیصلہ کے تحلیل کر ڈالے یا ان پر کسی طرح کی بندش و پابندی عائد کرے۔

دفعہ نمبر 54: ہر شخص کو اقتدارِ عام سے خط وکتابت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر 55: شہریوں کا عام زندگی میں باہمی اشتراک وتعاون قومی فریضہ ہے۔ ہر شخص کو الیکشن میں حصہ لینے، امیدوار بننے اور ریفرنڈم میں اظہارِ رائے کا حق حاصل ہوگا۔رائے دہندگی کی شرطیں پوری ہونے پر خود حکومت ووٹرلسٹ میں ہر شہری کے نام کا اندراج کرے گی۔ نیز حکومت ریفرنڈم اور ووٹنگ کی شفافیت کا خیال رکھے گی۔

دفعہ نمبر 56: حکومت بیرونِ ملک مقیم مصریوں کے مفادات کا خیال رکھے گی، ان کے حقوق اور آزادی کی ضامن ہوگی اور ملک ومعاشرے کے تئیں ان پر واجب امور کی ادائیگی میں ان کی مدد کرے گی، اور انہیں وطن کی تعمیر وترقی میں حصہ لینے پر ابھارے گی۔

دفعہ نمبر 57: اپنے ملکوں میں بنیادی دستوری حقوق وآزادیوں سے محروم غیر ملکیوں کو حکومت پناہ کا حق دے گی، اور سیاسی پناہ گزینوں کو ان کے ملک کے حوالے نہیں کرے گی۔

فصل سوم: معاشی اور سماجی حقوق

دفعہ نمبر 58: ہر شہری کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کا حق ہوگا۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں تمام مراحل میں تعلیم مفت ہوگی۔ بنیادی تعلیم لازمی ہوگی۔ نیز حکومت دیگر مراحلِ تعلیم کو اجباری کرنے کی تمام تدابیر اختیار کرے گی۔حکومت ٹیکنیکل تعلیم پر توجہ دے گی اور اس کی حوصلہ افزائی کرے گی، اور تعلیم کے ہر شعبے کی نگرانی کرے گی، اور قومی پیداوار کی ایک مناسب مقدار اس کے لیے مختص کرے گی۔

دفعہ نمبر 59: علمی ریسرچ کی آزادی ہوگی۔ جامعات، مدارس، علمی ولسانی انسٹی ٹیوٹس اور تحقیقی ادارے آزاد ہوں گے۔اور حکومت قومی پیداوار کی ایک مناسب مقدار ان کے لیے مختص کرے گی۔

دفعہ نمبر 60: ہر تعلیمی ادارے کے ہر مرحلے میں عربی زبان کو ایک بنیادی مضمون کی حیثیت حاصل ہوگی۔ گریجویشن سے قبل کی تعلیم کی تمام صورتوں میں مذہبی تعلیم اور قومی تاریخ بطور بنیادی مضامین شامل ہوں گے۔

دفعہ نمبر 61: ریاست ہر عمر کے مردوں اور عورتوں سے ناخواندگی کو ختم کرنے کا جامع منصوبہ تیار کرے گی، جس پر دستور کی تشکیل کے دس سال کے اندر سماجی شراکت کی مدد سے عمل درآمد کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 62: طبی مراعات ہر شہری کو حاصل ہوں گی۔ حکومت قومی پیداوار کی ایک مناسب مقدار اس کام کے لیے مختص کرے گی۔ غیر مستطیع افراد کو یہ سہولیات مفت فراہم کی جائیں گی۔ تمام طبی اداروں پر حکومت نظر رکھے گی۔

دفعہ نمبر 63: ہر شخص کو صاف ستھرے اور صحتمند ماحول کا حق ہوگا، اور حکومت ماحولیات کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ نمبر 64: کام کرنا ہر شہری کا حق، فریضہ اور شرف وفضیلت کی بات ہوگی۔ عدل ومساوات اور یکساں مواقع کی فراہمی کی اساس پر حکومت اس کی ذمہ دار ہوگی۔ زبردستی کسی کام پر پابندی لگانا صرف بموجب قانون جائز ہوگا۔ نیز ضوابط میں بیان کردہ حالات ہی میں کسی کو کام سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

دفعہ نمبر 65: 25 جنوری کے انقلاب میں شہید ہونے والوں اور زخمیوں اور دیگر شہداء کی حکومت تکریم کرے گی۔ شہداء کے خاندان والوں، زخمیوں اور جنگ میں مفقود لوگوں کے خاندان والوں کو ضروری مراعات دے گی۔ ان کے اہلِ خانہ اور اولاد کو کام کے مواقع میں اولیت دی جائے گی۔

دفعہ نمبر 66: حکومت سماجی تحفظ کی ذمہ دار ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کا اہل نہ ہوتو حکومت ان کے لیے بقدرِ کفاف ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کی ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ نمبر 67: حکومت چھوٹے کسانوں اور زراعتی مزدوروں کو مناسب معاش فراہم کرے گی۔

دفعہ نمبر 68: مناسب گھر، صاف پانی اور صحت افزا غذا ہر ایک کا حق ہوگا۔ عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر حکومت آبادکاری کا منصوبہ رُو بہ عمل لائے گی۔

دفعہ نمبر 69: کھیل کود کا ہر ایک کو حق حاصل ہوگا۔ صلاحیت مند کھلاڑیوں کی دریافت اور ان کا خیال رکھنا تمام اداروں کی ذمہ داری ہوگی۔

دفعہ نمبر 70: ولادت کے فوراً بعد ہر بچے کو مناسب نام، خاندانی سرپرستی، بنیادی غذا، گھر، طبی خدمات اور دینی پرورش کا حق حاصل ہوگا۔ خاندان نہ ہونے کی صورت میں حکومت اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی۔ تعلیم کی اجباری عمر کے تجاوز کرنے سے قبل بچے کے لیے ہر وہ کام کرنا ممنوع ہوگا جو اس کی عمر کے منافی ہو یا اس کی تعلیم کی راہ میں روکاوٹ ہو۔ مخصوص حالات میں بچوں کو ایک متعین مدت تک ہی قید کیا جاسکتا ہے، اور ان کے لیے قانونی مدد فراہم کی جائے گی۔ ان کو مناسب جگہ ہی قید کیا جائے گا، بچوں اور بچیوں کو ایک ساتھ نہیں رکھا جائے گا۔ عمر اور جرم کے لحاظ سے ان کو الگ الگ رکھا جائے گا، اور بڑوں کے قید خانوں سے دور رکھا جائے گا۔

دفعہ نمبر 71: حکومت نوجوان نسل کا خیال رکھے گی۔ روحانی، اخلاقی، تعلیمی، جسمانی، نفسیاتی، سماجی اور معاشی لحاظ سے ان کی تعمیر وترقی کی کوشش کرے گی۔ نیز فعال سیاست میں ان کی شرکت کو ممکن بنائے گی۔

دفعہ نمبر 72: حکومت معذور افراد کی طبی، تعلیمی، معاشی اور سماجی ضرورتوں کا خیال رکھے گی۔ ان

کے لیے کام کے مواقع فراہم کرے گی۔

دفعہ نمبر 73: کسی کے ساتھ زور زبردستی، جبری استحصال اور جنسی تجارت ممنوع ہوگی۔

فصل چہارم: حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کی ضمانتیں

دفعہ نمبر 74: ملک میں قانون کی بالادستی ہوگی۔ عدلیہ اور قضاۃ آزاد ہوں گے۔

دفعہ نمبر 75: تمام لوگوں کو عدالتوں میں مقدمہ دائر کرنے کا حق ہوگا اور حکومت جلد از جلد فیصلہ ہونا ممکن بنائے گی۔

دفعہ نمبر 76: سزا شخصی ہوگی۔ نیز جرم اور سزا دستوری اور قانونی صراحت سے ہوگی، اور عدالتی حکم کے بغیر کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ نمبر 77: قانوناً استثنائی حالات کے علاوہ دیگر حالات میں صرف کسی بااختیار قانونی ادارے کے حکم سے ہی کوئی سزا کا دعویٰ قائم کیا جاسکتا ہے۔ نیز ملزم اس وقت تک بری سمجھا جائے گا جب تک کہ عدالت میں اس کا جرم ثابت نہ ہوجائے اور اسے اپنے دفاع کا پورا موقع نہ مل جائے۔

دفعہ نمبر 78: ہر شخص کو بذاتِ خود یا وکیل کے ذریعہ اپنا دفاع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ نیز مالی لحاظ سے غیر مستطیع افراد کے لیے حقوق کے دفاعی وسائل قانون فراہم کرے گا۔

دفعہ نمبر 79: تمام احکامات عوام کے نام پر جاری اور نافذ کیے جائیں گے۔ اور اگر تنفیذ پر مامور اشخاص نے ان کی تنفیذ نہیں کی تو یہ جرم مانا جائے گا جس پر قانون سزا دے گا۔

دفعہ نمبر 80: دستور میں جن حقوق و آزادیوں کی ضمانت دی گئی ہے ان میں سے کسی پر بھی دست درازی ناقابل معافی جرم ہوگا۔ اور حکومت مظلوم کو اس کے نقصان کا پورا معاوضہ دے گی۔

دفعہ نمبر 81: شہریوں کو جو حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں ان کو نہ ختم کیا جاسکتا اور نہ ان میں کمی کی جاسکتی ہے۔

باب سوم: سرکاری مقتدرہ (Authorities)

فصل اول: قانون ساز اتھارٹی

فرع اول: عمومی شقیں

دفعہ نمبر 82: قانون ساز اتھارٹی مجلسِ نمائندگان (پارلیمنٹ) اور مجلسِ شوریٰ (سینیٹ) سے تشکیل پائے گی۔

دفعہ نمبر 83: بیک وقت مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کی رکنیت درست نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر 84: قانوناً استثنائی صورتوں کے علاوہ، مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے ممبران اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے یکسو ہوں گے۔

دفعہ نمبر 85: ممبران پوری قوم کے نمائندہ ہوں گے، اوران کی نمائندگی مقید یا مشروط نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر 86: آغازِ کار سے قبل ممبران اپنی مجلس کے سامنے یہ حلف اٹھائیں گے: ''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اخلاص کے ساتھ جمہوری نظام کی پابندی کروں گا، دستور وقانون کا احترام کروں گا، قوم کے مفادات کا پوراپورا خیال رکھوں گا، اور وطن کی آزادی اور سلامتی کی حفاظت کروں گا۔''

دفعہ نمبر 87: ممبران کی رکنیت کی صحت کا فیصلہ اپیل کورٹ کے ہاتھ میں ہوگا۔ انتخابات کے حتمی نتائج کے اعلان کے بعد تیس دن کے اندر وہ اپنے اعتراضات پیش کرے گی۔ اور پھر ساٹھ دن کے اندر اُن اعتراضات کا جائزہ لے کر حتمی فیصلہ کرے گی۔

دفعہ نمبر 88: دونوں مجلسوں کے کسی بھی رکن کے لیے بالواسطہ یا بلا واسطہ سرکاری پراپرٹی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی۔ اور ہر رکن کو رکنیت کے آغاز واختتام پر اور دورانِ رکنیت ہر سال کے آخر میں اپنی پراپرٹی کی تفصیل مجلس کے سامنے پیش کرنی ہوگی۔ اور اگر رکنیت کی وجہ سے اسے کوئی ہدیہ ملا ہے تو وہ حکومت کی ملکیت سمجھا جائے گا۔

دفعہ نمبر 89: مجلس میں اپنے فرائض سے متعلق مختلف امور ومعاملات پر اظہارِ خیال کرنے کی ہر رکن کو آزادی ہوگی۔

دفعہ نمبر 90: بجز مشتبہ حالات کے، کسی بھی رکن کے خلاف کوئی تعزیری کاروائی مجلس کی پیشگی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوگی۔ اور مجلس کی برخاستگی کی حالت میں مجلس کے دفتر سے اجازت لینی ہوگی، بعدازاں مجلس اپنے پہلے جلسے میں ہی اس پر کارروائی کرے گی۔ ان تمام حالتوں میں زیادہ سے زیادہ تیس دن کے اندر تعزیری کاروائی کا فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔

دفعہ نمبر 91: ارکان کو قانون کی طرف سے طے کردہ اعزازیہ دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 92: مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے آفس قاہرہ میں ہوں گے۔ استثنائی صورتوں میں صدر جمہوریہ یا ایک تہائی ممبران کے مطالبے پر ان کی مجالس کسی دوسری جگہ بھی منعقد ہوسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ منعقد ہونے والی مجالس اور ان میں طے پانے والی قراردادیں باطل ہوں گی۔

دفعہ نمبر 93: مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کی نشستیں علانیہ ہوں گی۔ صدر جمہوریہ، حکومت، صدرِ مجلس یا کم از کم بیس ممبران کے مطالبے پر ان کی نشستیں خفیہ بھی رکھی جاسکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 94: صدر جمہوریہ مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ سے یہ مطالبہ کرے گا کہ ماہِ اکتوبر کی پہلی جمعرات سے قبل عام سالانہ مجلس منعقد کی جائے۔ عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں دستور کے حکم کے بموجب دونوں مجلسیں مذکورہ دن منعقد ہوں گی۔ کم از کم آٹھ ماہ تک عام مجالس جاری رہیں گی۔ صدر جمہوریہ ہر مجلس کی موافقت کے بعد مجلس کا انعقاد ختم کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 95: صدر جمہوریہ، حکومت یا کم از کم دس فیصد ممبران کے مطالبے پر دونوں مجلسوں میں سے کسی کی بھی ہنگامی نشست منعقد کی جاسکتی ہے۔

دفعہ نمبر 96: دونوں مجالس کا انعقاد اور طے شدہ قرار دادیں ممبران کی اکثریت کی موجودگی کے بغیر صحیح نہیں ہوں گی۔ اور جن حالات میں تمام ممبرانِ مجلس کی اکثریت کی شرط نہیں ہے، ان میں حاضرین کی اکثریت کی بنا پر فیصلے لیے جائیں گی۔ اگر رائے شماری برابری پر ختم ہو تو وہ معاملہ نامنظور سمجھا جائے گا۔

دفعہ نمبر 97: پہلی سالانہ نشست میں ہر مجلس اپنے ممبران میں سے ایک صدر اور دو وکیلوں کا انتخاب کرے گی، جن کی مدتِ کار مجلسِ نمائندگان میں ایک میقات اور مجلسِ شوریٰ میں نصف میقات ہوگی۔ ان میں سے کسی کی جگہ خالی ہونے پر بقیہ مدت کے لیے قائم مقام منتخب کیا جاسکے گا۔ نیز ہر سال پہلی سالانہ نشست میں ایک تہائی ممبرانِ مجلس صدرِ مجلس اور دونوں وکیلوں کے لیے نئے انتخاب کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر 98: اگر مجلسِ نمائندگان یا مجلسِ شوریٰ کا صدر عارضی طور پر صدر جمہوریہ بن جائے تو دونوں وکیلوں میں سے عمر دراز شخص کو بقیہ مدت کے لیے مجلس کی صدارت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔

دفعہ نمبر 99: ہر مجلس اپنے طریقۂ کار کے مکمل ضوابط وضع کرے گی جو سرکاری گزٹ میں شائع کیے جائیں گے۔

دفعہ نمبر 100: ہر مجلس اپنے داخلی نظام کی پابندی کرے گی جس پر صدرِ مجلس نظر رکھے گا۔ صدرِ مجلس کے مطالبے کے بغیر کسی مسلح طاقت کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ کسی مجلس میں داخل ہو یا اس کے قریب رہے۔

دفعہ نمبر 101: صدر جمہوریہ، حکومت اور مجلسِ نمائندگان کے ہر رکن کو قوانین تجویز کرنے کا حق ہوگا۔ اور ہر تجویز مجلسِ نمائندگان کی مخصوص کمیٹی کے سامنے پیش کی جائے گی تاکہ وہ اس کا معائنہ کر کے مجلس کے سامنے اس کی رپورٹ پیش کرے۔ تجویز کو مخصوص کمیٹی کے سامنے اسی وقت پیش کیا جائے گا جب تجاویز کے لیے خاص کمیٹی اس کی اجازت دے اور مجلس اس کی موافقت کرے۔ اگر کمیٹی تجویز کو رد کر دے تو اس کی وجوہات کی وضاحت ضروری ہوگی۔

دفعہ نمبر 102: دونوں مجلسوں کا بغیر رائے لیے کوئی قانون پاس کرنا جائز نہ ہوگا۔ نیز ہر مجلس کو تجویز

کردہ قانون میں ترمیم کرنے کا حق ہوگا۔ کسی بھی مجلس میں جو قانون پاس ہوگا وہ دوسری مجلس میں بھیجا جائے گا، اور اسے ساٹھ دن سے زیادہ موخر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ دونوں مجلسوں کی موافقت کے بعد ہی قانون بن سکے گا۔

دفعہ نمبر 103: اگر دونوں مجلسوں کے مابین کسی قانون پر اختلاف ہو جائے تو دونوں مجلسوں کے بیس ممبران (ہر مجلس کے دس دس منتخب ممبران) پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے گی، تاکہ وہ محلِ خلاف کے تعلق سے تجاویز پیش کریں جو کہ دونوں مجلسوں کے سامنے رکھی جائیں گی۔ اور اگر دونوں مجلسوں میں سے کوئی اس کی موافقت نہ کرے تو معاملہ مجلسِ نمائندگان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور ممبران کی اکثریت سے جو فیصلہ منظور ہوگا وہ لیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 104: مجلسِ نمائندگان ہر پاس شدہ قانون صدر جمہوریہ کو پہنچائے گی تاکہ وہ اسے پندرہ دن کے اندر جاری کر دے۔ پھر اگر تیس دن کے اندر اس پر کوئی اعتراض ہوا تو اسے مجلس کو لوٹا دیا جائے گا۔ اور اگر اس میقات میں وہ قانون رد نہ کیا جائے یا مجلسِ نمائندگان اسے دوبارہ ممبران کی دو تہائی اکثریت سے پاس کر دے تو وہ قانون بن جائے گا اور نافذ العمل ہوگا۔

دفعہ نمبر 105: دونوں مجلسوں کے ہر رکن کو کسی بھی موضوع سے متعلق وزیر اعظم یا اس کے کسی نائب یا کسی وزیر کو مشورہ دینے کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر 106: مجلسِ نمائندگان کے کم از کم بیس ممبران یا مجلسِ شوریٰ کے دس ممبران کے لیے کسی بھی موضوع سے متعلق حکومت کی پالیسی کی وضاحت کے مطالبے کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر 107: مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے ہر رکن کو مجلس میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے متعلق تفصیلات اور معلومات کے حصول کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر 108: ہر شہری کو مجلسِ نمائندگان یا مجلسِ شوریٰ کو عمومی مسائل سے متعلق تحریری مشورے دینے کا حق ہوگا۔ نیز وہ اپنی شکایتیں بھی بھیج سکتا ہے جنہیں مجلس متعلق وزراء کے پاس بھیجے گی، اور وزراء اس کی وضاحت کریں گے اور اس شخص کو ان کے نتیجے سے آگاہ کر دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 109: صدر کیبنٹ کونسل یا اس کے نائبین، یا وزراء یا ان کے نائبین کے لیے دونوں مجلسوں میں سے کسی کی بھی نشستوں میں حاضر ہونے کا حق ہوگا۔ اور دونوں مجلسوں میں سے کسی کے مطالبے پر ان کی حاضری ضروری ہوگی۔

دفعہ نمبر 110: ہر مجلس اپنے ممبران کا استعفیٰ قبول کر سکے گی۔ استعفیٰ لازماً تحریری ہونا چاہیے۔ اور

اس کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ خود مجلس نے اس رکن کی رکنیت کی منسوخی کی کاروائی شروع نہ کردی ہو۔

دفعہ نمبر 111: کسی بھی رکن کی رکنیت منسوخ کرنا اسی وقت جائز ہوگا جبکہ اس نے اعتماد اور اپنی حیثیت گنوادی ہو، یا رکنیت کی کوئی شرط مفقود ہو جائے، یا اپنے فرائض کی ادائیگی میں گڑبڑی کی ہو۔ رکنیت کی منسوخی دو تہائی ممبران کی موافقت سے ہوگی۔

دفعہ نمبر 112: اگر مجلس کے اختتام سے کم از کم چھ ماہ قبل کسی رکن کی جگہ خالی ہو جائے تو قانون کے مطابق ساٹھ دن کے اندر اس کی جگہ بھرنا ضروری ہوگا۔ نیا رکن سابق رکن کی باقی ماندہ مدت پوری کرے گا۔

فرع دوم: مجلسِ نمائندگان

دفعہ نمبر 113: مجلسِ نمائندگان کم از کم 350 ممبران سے تشکیل پائے گی، جنہیں عوام براہ راست، خفیہ رائے دہی کے ذریعے منتخب کریں گے۔ رکنیت کے لیے نامزد شخص کا مصری ہونا شرط ہے، جسے شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہوں، اور جو کم از کم بنیادی تعلیم کی تکمیل کی ڈگری رکھتا ہو اور اس کی عمر 25 میلادی سال سے کم نہ ہو۔ رکنیت کی دیگر شرائط، انتخاب کا طریقہ اور انتخابی حلقوں کی تقسیم کی وضاحت قانون کرے گا۔

دفعہ نمبر 114: مجلسِ نمائندگان کی رکنیت کی مدت 5 میلادی سال ہوگی، جس کا آغاز پہلی نشست کی تاریخ سے ہوگا۔ اور مدت ختم ہونے سے ساٹھ دن قبل کے عرصہ میں نیا انتخاب کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 115: مجلسِ نمائندگان کے اختیار میں قانون سازی، حکومت کی سیاسی پیش رفت کی تصویب، معاشی اور سماجی ترقی کا لائحۂ عمل طے کرنا اور حکومت کا عام بجٹ پیش کرنا ہے۔ نیز وہ انتظامیہ کے کاموں پر نظر رکھے گی۔

دفعہ نمبر 116: حکومت کے عام بجٹ کا جائزہ لینے کے لیے اس کی تمام آمدنی اور اخراجات کو دیکھا جائے گا۔ مالی سال کے آغاز سے کم از کم 90 دن قبل تمام پروجیکٹس اور منصوبے مجلسِ نمائندگان کے سامنے پیش کیے جائیں گے، اور اس کی موافقت کے بعد ہی نافذ ہو سکیں گے۔ ان تمام پر ایک ایک کر کے رائے شماری ہوگی۔ مجلسِ نمائندگان پیش کردہ پروجیکٹس کی رقم میں تبدیلی کر سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 117: رقم ایک پروجیکٹ سے دوسرے میں منتقل کرنے یا رقم میں اضافہ کرنے یا دیگر مصارف میں خرچ کرنے کے لیے مجلسِ نمائندگان کی موافقت ضروری ہوگی۔

دفعہ نمبر 118: ٹیکس کی وصولیابی اور اس کے خرچ کی کارروائیوں کے تعلق سے بنیادی قواعد وضوابط قانون مرتب کرے گا۔

دفعہ نمبر 119: تنخواہوں، روزینوں، ہرجانوں، الاؤنسز، معاوضے، امدادات اور وظیفوں سے

متعلق ضابطے قانون بنائے گا۔

دفعہ نمبر 120: انتظامیہ کے لیے قرض لینا یا سرمایہ کاری کرنا یا کسی پروجیکٹ سے منسلک ہونا، جس پر حکومت کے عام خزانے سے رقم خرچ ہو، مجلسِ نمائندگان کی موافقت کے بغیر جائز نہ ہوگا۔

دفعہ نمبر 121: مالی سال کے اختتام کے بعد چھ ماہ کے اندر حکومت کو فائنل حساب مجلسِ نمائندگان کے سامنے پیش کرنا ضروری ہوگا۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ اکاؤنٹنٹس کے مرکزی عملے اور فائنل حساب پر ان کے ریمارکس کی رپورٹ پیش کی جائے گی۔

دفعہ نمبر 122: مجلسِ نمائندگان ایک مخصوص کمیٹی تشکیل دے کر اسے یا اپنی کمیٹیوں میں سے کسی کمیٹی کو کسی بھی انتظامی شعبے یا ادارے کی سرگرمیوں کا یا عام پروجیکٹس کا جائزہ لینے کا حکم دے سکتی ہے، تاکہ حقائق کی چھان بین ہو جائے اور مجلس کو مالی، انتظامی یا معاشی صورتحال کی حقیقت سے آگاہ کیا جا سکے۔ نیز مجلس کسی سابقہ عمل کی تحقیق بھی کرا سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 123: مجلسِ نمائندگان کا ہر رکن یا اس کے کسی نائب یا کسی وزیر سے ان کے فرائض سے متعلق کسی موضوع پر سوال کر سکتا ہے، اور انہیں اس کا جواب دینا ہوگا۔ رکن کسی بھی وقت اپنا سوال واپس بھی لے سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 124: مجلسِ نمائندگان کا ہر رکن وزیراعظم یا اس کے کسی نائب یا کسی وزیر سے اہم اور فوری عمومی معاملات کے تعلق سے حقیقتِ حال کی وضاحت طلب کر سکتا ہے، اور حکومت کو اس کا جواب دینا ہوگا۔

دفعہ نمبر 125: مجلسِ نمائندگان کے ہر رکن کو وزیراعظم یا اس کے کسی نائب یا کسی وزیر سے ان کے فرائض سے متعلق معاملات کے محاسبہ میں جواب طلبی کا حق ہوگا۔ اور کم از کم سات دن بعد مجلس اس جواب پر بحث کرے گی۔

دفعہ نمبر 126: مجلسِ نمائندگان وزیراعظم یا اس کے کسی نائب یا کسی وزیر سے اعتماد واپس لے سکتی ہے۔ یہ فیصلہ جواب طلبی اور دس فیصد ممبران کے مشورے کے بغیر جائز نہ ہوگا۔ جواب دہی کے بعد زیادہ سے زیادہ سات دن کے اندر مجلس اپنا فیصلہ سنائے گی۔ اعتماد کی واپسی ممبران کی اکثریت کی بنا پر ہوگی۔ اور اگر مجلس نے وزیراعظم یا کسی وزیر سے متعلق اعتماد واپسی کا فیصلہ کر لیا اور حکومت نے بھی اسے مان لیا ہے تو حکومت کو استعفیٰ دینا ہوگا۔ اور اگر اعتماد واپسی کا تعلق حکومت کے کسی رکن سے ہو تو اس کا استعفیٰ ضروری ہوگا۔

دفعہ نمبر 127: صدر جمہوریہ کے لیے مجلسِ نمائندگان تحلیل کرنا ایسے فرمان کے بعد ہی جائز ہوگا جس میں مبینہ وجوہات کی وضاحت کی گئی ہو، نیز قوم سے ریفرنڈم کرا لیا گیا ہو۔ پہلی سالانہ نشست میں

مجلس تحلیل کرنا جائز نہ ہوگا، اور نہ ہی بعینہٖ اُسی وجہ سے مجلس تحلیل کرنا جائز ہوگا جس وجہ سے سابق مجلس تحلیل کی گئی تھی۔ صدر جمہوریہ مجلس کی نشستوں کو روکنے اور زیادہ سے زیادہ بیس دن کے اندر ریفرنڈم کرانے کا فرمان جاری کرے گا۔ اگر ریفرنڈم میں اکثریت تحلیل کی موافقت کرے تو صدر جمہوریہ تحلیل کا فرمان جاری کردے گا، اور زیادہ سے زیادہ تیس دن کے اندر نئے انتخابات کرانے کا حکم دے گا۔ حتمی نتائج کے اعلان کے بعد دس دن کے اندر نئی مجلس کی نشست منعقد کی جائے گی۔ اور اگر ریفرنڈم میں اکثریت نے تحلیل کی موافقت نہیں کی تو صدر جمہوریہ کو اپنے منصب سے استعفیٰ دینا ہوگا۔ اور اگر متعینہ مدت میں ریفرنڈم یا انتخابات نہ ہوئے تو مدت ختم ہونے کے اگلے دن سے مجلس اپنے آپ بحال ہو جائے گی۔

فرع سوم: مجلسِ شوریٰ

دفعہ نمبر 128: مجلسِ شوریٰ کم از کم 150 ممبران سے تشکیل پائے گی، جن کا انتخاب براہ راست خفیہ عمومی ووٹنگ کے ذریعہ ہوگا۔ صدر جمہوریہ زیادہ سے زیادہ دس فیصد ممبران کو خود نامزد کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 129: مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کے لیے نامزد شخص کا مصری ہونا شرط ہے، جسے شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہوں، اور جو اعلیٰ تعلیم کی کم از کم کوئی ایک ڈگری رکھتا ہو اور اس کی عمر 35 میلادی سال سے کم نہ ہو۔ رکنیت کی دیگر شرائط، انتخاب کے احکام اور انتخابی حلقوں کی تقسیم کی وضاحت قانون کرے گا۔

دفعہ نمبر 130: مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کی مدت 6 میلادی سال ہوگی، جس کا آغاز پہلی نشست کی تاریخ سے ہوگا۔ اور قانون کے ضوابط کے بموجب ہر تین سال پر آدھے ممبران کی تجدید ہوگی۔

دفعہ نمبر 131: مجلسِ نمائندگان کے تحلیل ہونے کی صورت میں مجلسِ شوریٰ مشترکہ قانونی اختیارات میں منفرد ہو جائے گی۔ اور اس دوران مجلسِ شوریٰ جو قوانین پاس کرے گی اسے مجلسِ نمائندگان کے سامنے بحالی کے فوراً بعد پیش کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں مجلسیں نہ ہوں اور کسی معاملہ میں فوری اقدام ضروری ہو تو صدر جمہوریہ قانونی فیصلے جاری کر سکتا ہے، جو مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے سامنے انعقاد کے بعد پندرہ دن کے اندر پیش کیے جائیں گے۔ اور اگر پیش نہ کیے جائیں یا مسترد کر دیے جائیں تو ان کی قانونی حیثیت اپنے آپ ختم ہو جائے گی۔

فصل دوم: انتظامی مقتدرہ

فرع اول: صدر جمہوریہ

دفعہ نمبر 132: صدر جمہوریہ ملک کا سربراہ اور انتظامیہ کا سربراہ ہوگا۔ وہ قوم کے مفاد کا خیال رکھے گا، اور وطن کی آزادی اور سلامتی کی حفاظت کرے گا۔ اور دستور میں بیان کردہ طریق کے مطابق

اپنے اختیارات کا استعمال کرے گا۔

دفعہ نمبر 133: صدر جمہوریہ کا انتخاب 4 میلادی سال کے لیے ہوگا، جس کا آغاز سابق صدر کی مدت کے اختتام کے اگلے دن سے ہوگا۔ اور اسے دوبارہ صرف ایک بار اور منتخب کیا جا سکتا ہے۔ مدتِ صدارت کے اختتام سے کم از کم 90 دن قبل صدر کے انتخاب کی کاروائیاں شروع کی جائیں گی، اور مدت کے ختم ہونے سے کم از کم دس دن قبل نتیجہ کا اعلان کیا جائے گا۔ مدتِ صدارت کے دوران صدر جمہوریہ کسی اور منصب پر فائز نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر 134: صدر جمہوریہ کے لیے نامزد شخص کا مصری ہونا اور مصری ماں باپ سے ہونا شرط ہے، نیز وہ کسی دوسرے ملک کی شہریت کا حامل نہ ہو۔ اسے شہری و سیاسی حقوق حاصل ہوں، اور اس نے کسی غیر مصری خاتون سے شادی نہ کی ہو۔ اور اس کی عمر 40 میلادی سال سے کم نہ ہو۔

دفعہ نمبر 135: صدر جمہوریہ کے لیے نامزد شخص کے لیے ضروری ہے کہ مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے کم از کم 20 ممبران نے اس کا تزکیہ کیا ہو۔ اور کم از کم دس اضلاع میں ووٹنگ کا حق رکھنے والے کم از کم بیس ہزار شہریوں نے اس کی تائید کی ہو (ہر ضلع سے کم از کم ایک ہزار افراد نے)۔ ایک شخص کے لیے ایک سے زائد امیدوار کی تائید کرنا جائز نہ ہوگا۔

دفعہ نمبر 136: صدر جمہوریہ کا انتخاب براہ راست خفیہ عمومی ووٹنگ کے ذریعہ ہوگا۔ کثرتِ رائے کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا۔ صدر جمہوریہ کے انتخاب کی کارروائیاں قانون منظم کرے گا۔

دفعہ نمبر 137: صدر جمہوریہ اپنا منصب اختیار کرنے سے قبل مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے سامنے یہ حلف اٹھائے گا: ''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اخلاص کے ساتھ جمہوری نظام کی پابندی کروں گا، اور دستور و قانون کا احترام کروں گا، اور قوم کے مفادات کا پورا پورا خیال رکھوں گا، اور وطن کی آزادی اور سلامتی کی حفاظت کروں گا۔'' مجلسِ نمائندگان کے تحلیل ہونے کی صورت میں حلف برداری مجلسِ شوریٰ کے سامنے ہوگی۔

دفعہ نمبر 138: صدر جمہوریہ کے مالی معاملات قانون متعین کرے گا۔ اور اس کو کسی دوسری تنخواہ یا وظیفہ کے مطالبے کا حق نہیں ہوگا۔ نیز اس کے لیے مدتِ صدارت میں بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی تجارتی، مالی یا صنعتی کام کرنا جائز نہ ہوگا، اور نہ ہی حکومت کی پراپرٹی کی خرید و فروخت جائز ہوگی، اور نہ ہی قرض لینا جائز ہوگا، اور نہ ہی کسی بھی قسم کا عقد کرنا جائز ہوگا۔ نیز منصب کے آغاز و اختتام اور ہر سال کے آخر میں مجلسِ نمائندگان کے سامنے اپنی پراپرٹی کی تفصیل پیش کرنی ہوگی۔ اور اگر اسے اپنے منصب کی وجہ

سے یا اس کی مناسبت سے کوئی ہدیہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ملے تو وہ حکومت کی ملکیت مانا جائے گا۔

دفعہ نمبر 139: صدر جمہوریہ کابینہ کے صدر کا انتخاب کرے گا۔ اور اسے حکومت بنانے اور زیادہ سے زیادہ تیس دن کے اندر مجلسِ نمائندگان کے سامنے اپنا ایجنڈا پیش کرنے کا حکم دے گا۔ عدمِ اعتماد کی صورت میں صدر جمہوریہ مجلسِ نمائندگان میں زیادہ سیٹوں کی حامل پارٹی میں سے دوسرا صدر منتخب کر دے گا۔ اور اگر اس کی حکومت بھی اعتماد حاصل نہ کر سکے تو مجلسِ نمائندگان کابینہ کے صدر کا انتخاب کرے گی، اور اگر وہ اعتماد حاصل کر لے تو صدر جمہوریہ اسے حکومت بنانے کا حکم دے گا۔ بصورتِ دیگر صدر جمہوریہ مجلسِ نمائندگان کو تحلیل کر دے گا، اور 60 دن کے اندر نئی مجلس کے انتخاب کا حکم دے گا۔ تمام ہی حالات میں یہ سارے کام 90 دن کے اندر انجام پانے چاہئیں۔ مجلسِ نمائندگان کے تحلیل ہونے کی صورت میں وزیر اعظم اس کی بحالی کے بعد اس کی پہلی نشست میں اپنی حکومت تشکیل کرے گا اور اس کا ایجنڈا پیش کرے گا۔

دفعہ نمبر 140: کابینہ کے تعاون سے صدر جمہوریہ حکومت کی عام سیاسی پالیسی تشکیل دے گا، اور وہ دونوں اس کے نفاذ پر نظر رکھیں گے۔

دفعہ نمبر 141: صدر جمہوریہ اپنے اختیارات وزیر اعظم اور اس کے نائبین اور وزراء کے ذریعہ سنبھالے گا، بجز دفاع، امنِ قومی، خارجہ سیاست اور ان اختیارات کے جن کی صراحت دستور کی ان دفعات میں کی گئی ہے: 139، 145، 146، 147، 148، 149۔

دفعہ نمبر 142: صدر جمہوریہ اپنے بعض اختیارات وزیر اعظم یا اس کے نائبین یا گورنروں کو دے سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 143: صدر جمہوریہ حکومت کو اہم معاملات میں مشورہ کرنے کے لیے بلا سکتا ہے۔ اور وہ جس مجلس میں حاضر ہوگا اس کی صدارت کی ذمہ داری نبھائے گا۔ اور وزیر اعظم سے اس سلسلے میں رپورٹ طلب کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 144: صدر جمہوریہ مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کی پہلی سالانہ مشترکہ نشست میں حکومت کی عام سیاست کی تفصیلات پیش کر سکتا ہے۔ بوقتِ ضرورت دیگر تفصیلات بھی بیان کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 145: ملک کے بیرونی تعلقات میں صدر جمہوریہ ملک کی نمائندگی کرے گا۔ نیز معاہدے کرے گا جن کی توثیق مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کی موافقت کے بعد ہوگی۔ توثیق کے بعد ان کی حیثیت قانونی ہوگی۔ صلح واتحاد کے معاہدوں اور اقتدارِ اعلیٰ کے حقوق سے متعلق معاہدوں کے لیے دونوں مجلسوں کے دو تہائی ممبران کی اکثریت کی موافقت ناگزیر ہوگی۔ نیز کوئی ایسا معاہدہ کرنا جائز نہ ہوگا جو دستور کے احکام کے خلاف ہو۔

دفعہ نمبر 146: صدر جمہوریہ مسلح افواج کا قائدِ اعلیٰ ہوگا۔ اور وہ قومی دفاعی کونسل کی رائے لینے کے بعد اور مجلسِ نمائندگان کی اکثریت کی موافقت کے بعد ہی اعلانِ جنگ کر سکتا ہے اور بیرونِ ملک مسلح افواج بھیج سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 147: صدر جمہوریہ سرکاری اور فوجی ملازمین نامزد کر سکتا ہے اور انہیں معزول کر سکتا ہے۔ نیز حکومت کے سیاسی نمائندے نامزد کر سکتا ہے اور انہیں سبکدوش کر سکتا ہے۔ اور مختلف غیر ملکی حکومتوں اور عالمی تنظیموں کے نمائندوں کو قابلِ اعتماد قرار دے سکتا ہے۔ یہ سب قانون کے دائرہ میں ہوگا۔

دفعہ نمبر 148: قانونی طریقے کے مطابق حکومت کی رائے لینے کے بعد صدر جمہوریہ ایمرجنسی کا اعلان کر سکتا ہے۔ اور یہ اعلان اگلے سات دنوں کے اندر مجلسِ نمائندگان کے سامنے پیش کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر مجلس کے عدمِ انعقاد کے وقت اعلان ہو تو فوراً مجلس منعقد کی جائے گی تاکہ اس کے سامنے پیش ہو۔ مجلس تحلیل ہونے کی صورت میں معاملہ مجلسِ شوریٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس اعلان پر ممبران کی اکثریت کی موافقت ضروری ہوگی۔ ایمرجنسی چھ ماہ سے زیادہ نہیں رہے گی۔ اور ریفرنڈم میں عوامی موافقت کے بعد اتنی ہی مدت کے لیے اس میں اضافہ ممکن ہوگا۔ ایمرجنسی کے دوران مجلسِ نمائندگان کو تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ نمبر 149: صدر جمہوریہ کو سزا معاف کرنے یا اس میں تخفیف کرنے کا حق ہوگا۔ عام معافی قانون کے ذریعہ ہی ہوگی۔

دفعہ نمبر 150: صدر جمہوریہ ملک کے اعلیٰ مفادات سے متعلق اہم معاملات میں لوگوں کو ریفرنڈم کی دعوت دے سکتا ہے۔ اور اگر ریفرنڈم ایک سے زیادہ موضوعات پر ہو تو ہر ایک پر رائے شماری ہوگی۔ اور تمام ہی حالات میں ریفرنڈم کے نتائج حکومت کی تمام اتھارٹیز اور تمام لوگوں پر نافذ ہوں گے۔

دفعہ نمبر 151: اگر صدر جمہوریہ استعفیٰ دے تو استعفیٰ مجلسِ نمائندگان کو لکھنا ضروری ہوگا۔

دفعہ نمبر 152: صدر جمہوریہ پر کسی بدعنوانی یا بڑی خیانت کے ارتکاب کا الزام لگانا مجلسِ نمائندگان کے کم از کم ایک تہائی ممبران کے دستخط شدہ مطالبے کی بنا پر ہو سکے گا۔ اور فردِ جرم دو تہائی ممبران کی اکثریت سے جاری ہو سکے گی۔ فردِ جرم جاری ہوتے ہی صدر جمہوریہ کو اپنے کام سے روک دیا جائے گا، اور یہ صدر جمہوریہ کے اختیارات کے استعمال میں فیصلہ آنے تک ایک وقتی رکاوٹ ہوگی۔ خصوصی عدالت میں مقدمہ چلے گا جس کی صدارت عدالتِ عظمیٰ کے صدر کریں گے، نیز دستوری عدالتِ عظمیٰ کے صدر کے قدیم ترین نائب اور ریاستی کونسل کے قدیم ترین نائب اور اعلیٰ دستوری عدالت کے دو قدیم ترین صدر اس کے ممبر ہوں گے۔ الزام پیش کرنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل کی ہوگی۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی

رکاوٹ ہوتو اس کی جگہ وہ شخص لے گا جو اس کے بعد قدیم ترین رہے۔ تحقیق اور مقدمہ کی کارروائیوں کو قانون منظّم کرے گا اور سزا متعین کرے گا۔ اور اگر صدر جمہوریہ کو مجرم قرار دے دیا جائے تو دیگر سزاؤں کے ساتھ ساتھ اس کو اس کے منصب سے ہٹا دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 153: اگر کسی وقتی رکاوٹ کی بنا پر صدر جمہوریہ اپنے اختیارات استعمال نہ کر پا رہا ہو تو وزیر اعظم اس کی جگہ لے گا۔ اگر استعفیٰ، وفات، دائمی معذوری یا کسی دوسری وجہ سے صدر جمہوریہ کی جگہ خالی ہو جائے تو مجلسِ نمائندگان اس کا اعلان کرے گی اور الیکشن کمیشن کو انتخابات کرانے کی ہدایت دے گی۔ صدر مجلسِ نمائندگان وقتی طور پر صدر جمہوریہ کے اختیارات استعمال کرے گا۔ اور مجلسِ نمائندگان تحلیل ہونے کی صورت میں مجلسِ شوریٰ اور اس کا صدر مجلسِ نمائندگان اور اس کے صدر کی جگہ لے لیں گے۔ تمام ہی حالات میں 90 دن کے اندر نئے صدر جمہوریہ کا انتخاب ہو جانا چاہیے۔ قائم مقام صدر کو اس منصب کے لیے امیدوار نہیں بنایا جا سکتا، اور نہ ہی وہ دستور میں ترمیم کر سکتا ہے، اور نہ ہی مجلسِ نمائندگان کو تحلیل کر سکتا ہے، اور نہ ہی حکومت کو برطرف کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 154: اگر صدر جمہوریہ کا منصب بھی اسی وقت خالی ہو جب مجلسِ نمائندگان یا مجلسِ شوریٰ میں سے کسی کے انتخاب یا ریفرنڈم کی کارروائیاں ہو رہی ہوں تو صدر جمہوریہ کے انتخاب کو اولیت دی جائے گی، اور انتخاب مکمل ہوتے ہی مجلس کی کارروائیاں جاری ہو جائیں گی۔

فرع دوم: کابینہ

دفعہ نمبر 155: کابینہ وزیر اعظم، اس کے نائبین اور وزراء سے تشکیل پائے گی۔ وزیر اعظم کابینہ کا صدر ہوگا، اور اس کی کارکردگی کی نگرانی کرے گا، اور اس کے اختیارات کی ادائیگی میں اس کی رہنمائی کرے گا۔

دفعہ نمبر 156: کابینہ میں بطور وزیر اعظم یا کسی اور عہدے پر مقرر ہونے والا شخص لازماً مصری ہونا چاہیے، اسے شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہوں، اور ان کی عمر 30 میلادی سال سے کم نہ ہو۔ اور کسی دوسرے ملک کی شہریت اس کے پاس نہیں ہونی چاہیے، اور اگر اس کے پاس کسی ملک کی شہریت رہی ہو تو لازم ہے کہ عمر اٹھارہ سال ہونے سے ایک سال پہلے وہ اس شہریت سے دستبردار ہو چکا ہو۔

کوئی شخص ایک ساتھ کابینہ کی رکنیت اور مجلسِ نمائندگان یا مجلسِ شوریٰ کی رکنیت اختیار نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان دونوں مجلسوں کا کوئی رکن کابینہ کے لیے منتخب ہو جائے تو اسی دن سے مجلس میں اس کی جگہ خالی ہو جائے گی، اور دستور کی دفعہ نمبر 112 کا نفاذ ہوگا۔

دفعہ نمبر 157: وزیر اعظم اور کابینہ کے ارکان اپنے مناصب اختیار کرنے سے قبل صدر جمہوریہ کے

سامنے یہ حلف اٹھائیں گے: ''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اخلاص کے ساتھ جمہوری نظام کی پابندی کروں گا، اور دستور و قانون کا احترام کروں گا، اور قوم کے مفادات کا پورا پورا خیال رکھوں گا، اور وطن کی آزادی اور سلامتی کی حفاظت کروں گا۔''

دفعہ نمبر 158: وزیراعظم اور کابینہ کے ارکان کے مالی معاملات قانون متعین کرے گا۔ اور انہیں کسی اور تنخواہ یا وظیفے کے مطالبے کا حق نہیں ہوگا۔ نیز منصب پر تعیناتی کی پوری مدت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی آزاد پیشہ اختیار کرنا، یا کوئی کاروبار کرنا جائز نہ ہوگا۔ انہیں ریاستی املاک خریدنے یا کرایے پر لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی قرض لینا جائز ہوگا اور نہ ہی کسی بھی قسم کا عقد کرنا جائز ہوگا۔ کابینہ کے ممبران کو رکنیت کے آغاز و اختتام اور ہر سال کے آخر میں اپنی پراپرٹی کی تفصیل مجلسِ نمائندگان کے سامنے پیش کرنی ہوگی۔ اور اگر اسے اپنے منصب کی وجہ سے یا اس کی مناسبت سے کوئی ہدیہ ملے تو وہ حکومت کی ملکیت مانا جائے گا۔

دفعہ نمبر 159: کابینہ بالخصوص درج ذیل امور انجام دے گی:

1۔صدر جمہوریہ کے ساتھ ملک کی عام سیاسی پالیسی مرتب کرنا اور اس کی تنفیذ پر نظر رکھنا۔

2۔وزارتوں اور ان کے تابع عمومی اداروں کے کاموں میں رہنمائی کرنا، ان میں یکجہتی پیدا کرنا اور ان کا جائزہ لینا۔

3۔قوانین وقراردادوں کا مسودہ تیار کرنا۔

4۔قانون کے مطابق انتظامی فرامین جاری کرنا، اور ان کی تنفیذ کی نگرانی کرنا۔

5۔ریاست کے مجموعی بجٹ کا مسودہ تیار کرنا۔

6۔ریاست کے اقتصادی وسماجی ترقی کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنا۔

7۔دستور کے مطابق قرض کا معاہدہ کرنا اور قرض دینا۔

8۔قوانین پر عمل درآمد کی نگرانی کرنا، ریاست کی امن وسلامتی کو بحال رکھنا، شہریوں کے حقوق اور ملک کے مفادات کی حفاظت کرنا۔

دفعہ نمبر 160: وزراء وزارت کی عمومی پالیسی وضع کریں گے، اس پر عمل درآمد کی نگرانی کریں گے، اور ریاست کی سرکاری پالیسی کے فریم ورک میں رہنمائی اور نظم وضبط فراہم کریں گے۔

دفعہ نمبر 161: کابینہ کے کسی بھی رکن کو مجلسِ نمائندگان یا مجلسِ شوریٰ کے سامنے اپنے فرائض سے متعلق موضوع پر اظہارِ خیال کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر 162: وزیر اعظم قوانین کی تنفیذ کے لازمی قواعد وضوابط جاری کرے گا، جن میں ان کے نفاذ کو نہ معطل کیا جائے اور نہ ان میں ترمیم کی جائے۔ وہ یہ ذمہ داری کسی دوسرے کو بھی دے سکتا ہے، سوائے اس صورت کے کہ قانون خود کسی ذمہ دار کا تعین کردے۔

دفعہ نمبر 163: کابینہ کی منظوری سے وزیر اعظم عوامی ضروریات ومفادات سے متعلق چیزوں کی ایجاد وتعمیر اوران کے انتظام کے قواعد وضوابط جاری کرے گا۔ اگر اس سے مجموعی بجٹ میں نئے اخراجات وارد ہوتے ہوں تو مجلس نمائندگان کی موافقت ضروری ہوگی۔

دفعہ نمبر 164: کابینہ کی منظوری سے وزیر اعظم گرفتاری کے قواعد وضوابط جاری کرے گا۔

دفعہ نمبر 165: شہری ملازمین کی تقرری اوران کی برطرفی کے لیے قانون مخصوص اتھارٹی بنائے گا۔ نیز کلیدی عہدوں کے فرائض اور ملازمین کی ذمہ داریوں اوران کے حقوق کو منظم کرے گا۔

دفعہ نمبر 166: صدر جمہور یہ یا اس کا عام نائب یا مجلس نمائندگان کم از کم اپنے ایک تہائی ممبران کے دستخط شدہ مطالبے کی بنا پر وزیر اعظم یا کابینہ کے کسی رکن پر اپنے منصب کے فرائض کی ادائیگی کے دوران جرائم سرزد ہونے کا الزام لگا سکتے ہیں۔ تمام ہی حالتوں میں فردِ جرم مجلسِ نمائندگان کے دو تہائی ممبران کی موافقت سے جاری ہو سکے گی۔ فردِ جرم جاری ہوتے ہی اس شخص کو اپنے کام سے روک دیا جائے گا، یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے۔

دفعہ نمبر 167: اگر کابینہ یا اس کا کوئی رکن استعفیٰ دے تو استعفیٰ صدر جمہور یہ کو لکھنا ضروری ہوگا۔

فصل سوم: عدلیہ

فرع اول: عمومی شرائط وضوابط

دفعہ نمبر 168: عدلیہ آزاد اور خود مختار ہوگی۔ قانون کے مطابق اپنے احکام جاری کرے گی۔ نیز قانون ان کے اختیارات کی وضاحت کرے گا۔ عدلیہ کے کاموں میں دخل اندازی جرم ہوگا۔

دفعہ نمبر 169: تمام عدالتی ادارے اور شعبے اپنے فرائض انجام دیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا مخصوص بجٹ ہوگا۔ اوران کے معاملات سے متعلق قوانین میں ان کی رائے لی جائے گی۔

دفعہ نمبر 170: جج حضرات آزاد ہوں گے۔ انہیں معزول نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے فرائض کے سلسلے میں قانون کے علاوہ کسی اور کو اُن پر کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ حقوق وواجبات میں وہ برابر ہوں گے۔ قانون ان کی تقرری کی شرائط اور کارروائیوں کی تعیین کرے گا۔ نیز وہ ہمہ وقتی ملازم ہوں گے۔

دفعہ نمبر 171: عدالتی کارروائیاں علانیہ ہوں گی، بجز اس کے کہ خود عدالت خفیہ کارروائی کا فیصلہ

کرے۔ دونوں ہی صورتوں میں فیصلہ علی الاعلان سنایا جائے گا۔

فرع دوم: عدلیہ اور سرکاری استغاثہ (Public Prosecution)

دفعہ نمبر 172: عدلیہ تمام اختلافات اور جرائم کا فیصلہ کرے گی، سوائے ان امور کے جن کے لیے مخصوص عدالتیں ہیں۔

دفعہ نمبر 173: عوامی استغاثہ قضاء ہی کا غیر منقسم جزو ہوگا، جن میں جرائم سے متعلق مقدمات پیش ہوسکیں گے اور ان کی تحقیق کی جا سکے گی، بجز قانوناً مستثنیٰ معاملات کے۔ قانون اس کے دیگر اختیارات معین کرے گا۔ اس کا ذمہ دار اٹارنی جنرل ہوگا جس کی تقرری صدر جمہوریہ کرے گا۔ یہ تقرری چار سال کے لیے ہوگی، اور صرف ایک بار کے لیے ہوگی۔

فرع سوم: ریاستی کونسل

دفعہ نمبر 174: ریاستی کونسل ایک آزاد اور خود مختار عدالتی ادارہ ہوگا۔ دیگر عدالتی اداروں سے یہ اس طور پر ممتاز ہوگا کہ یہ تمام انتظامی اختلافات اور اپنے احکامات کی تنفیذ سے متعلق اختلافات کا فیصلہ کر سکے گا۔ نیز قانونی مسائل میں مشورہ دے سکے گا۔ اور قانونی مسودات کا مراجعہ کر سکے گا۔

فرع چہارم: آئینی عدالتِ عظمی

دفعہ نمبر 175: آئینی عدالتِ عظمی ایک آزاد اور خود مختار ادارہ ہوگا۔ اس کا ہیڈ کواٹر قاہرہ میں ہوگا۔ دیگر اداروں سے یہ اس طور پر ممتاز ہوگا کہ یہ قوانین کی دستوری حیثیت کا فیصلہ کر سکے گا۔ قانون اس کے دیگر اختیارات متعین کرے گا، نیز اس کا لائحۂ عمل طے کرے گا۔

دفعہ نمبر 176: آئینی عدالتِ عظمی ایک صدر اور دس ممبران سے تشکیل پائے گی۔ قانون ان عدالتی اداروں کی وضاحت کرے گا جن کو یہ نامزد کرے۔ نیز ان کی تقرری کا طریقہ اور شرائط کی بھی وضاحت کرے گا۔ صدر جمہوریہ کی جانب سے ان کی تقرری کا فرمان جاری ہوگا۔

دفعہ نمبر 177: صدر جمہوریہ یا مجلسِ نمائندگان سیاسی حقوق، صدارتی انتخابات، قانون سازی کے انتخابات اور مقامی انتخابات سے متعلق قوانین کے مسودے آئینی عدالتِ عظمی کے سامنے پیش کریں گے، تاکہ وہ جائزہ لے کہ یہ دستور کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور 45 دن کے اندر رپورٹ پیش کرے۔ بصورتِ دیگر یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر عدالت دستور کے کسی حکم کی موافقت نہ کرے تو اس کے فرمان کی تعمیل ناگزیر ہوگی۔

دفعہ نمبر 178: آئینی عدالتِ عظمی کے فرامین اور پچھلی شق میں بیان کردہ قوانین کے تعلق سے

اس کی رپورٹیں سرکاری گزٹ میں شائع کی جائیں گی۔

فرع پنجم: عدالتی ادارے

دفعہ نمبر 179: ملکی مقدمات کا ادارہ ایک آزاد اور خودمختار عدالتی ادارہ ہوگا۔ اس کے ذمہ دیوانی مقدمات، اور معاملات میں حکومت کی قانونی نمائندگی، اور ملک کے انتظامی عملے کے قانونی معاملات کی نگرانی ہوگی۔ یہ حکومت کے تجارتی معاملات طے کرانے اور اختلافات کو ختم کرنے کا کام کرے گی۔ عدالتی اداروں کے ممبران کے لیے مقررہ تحفظات اور حقوق وواجبات اس کے ممبران کو بھی حاصل ہوں گے۔

دفعہ نمبر 180: ایڈمنسٹریٹیو کمشنری ایک آزاد اور خودمختار عدالتی ادارہ ہوگا۔ مالی اور انتظامی جرائم کی یہ تحقیق کرے گا۔ نیز ریاستی کونسل کی عدالتوں کے سامنے تادیبی مقدمات کی پیروی کرے گا۔ اور عوامی ضروریات کی ادائیگی میں ہونے والی کوتاہیوں کے ازالے کی قانونی کارروائیاں انجام دے گا۔ قانون اس کے دیگر اختیارات کی وضاحت کرے گا۔ عدالتی اداروں کے ممبران کے لیے مقررہ تحفظات اور حقوق وواجبات اس کے ممبران کو بھی حاصل ہوں گے۔

فرع ششم: وکالت

دفعہ نمبر 181: وکالت ایک آزاد پیشہ ہوگا جو عدالت کے بنیادی عناصر میں سے ہے۔ وکیل پوری آزادی کے ساتھ اسے انجام دے گا۔ اسے اس کام کے لیے مخصوص تمام تحفظات حاصل ہوں گے۔

فرع ہفتم: ماہرین

دفعہ نمبر 182: جائداد کے تشہیری محکمے (Real estate registration)، فارنزک (Forensic) اور عدالتی ماہرین کو اپنے کاموں میں تکنیکی خودمختاری حاصل ہوگی۔ قانون ان کے تحفظات کا ضامن ہوگا۔

فصل چہارم: مقامی انتظامیہ

فرع اول: ریاست کی مقامی انتظامیہ کے لحاظ سے تقسیم

دفعہ نمبر 183: ملک مقامی انتظامی یونٹوں میں تقسیم ہوگا۔ ان تمام کی حیثیت انفرادی ہوگی۔ ان کے تحت صوبے، ضلعے، شہر، گاؤں اور محلے آئیں گے۔ ایک یونٹ کے تحت کئی گاؤں اور محلے آسکتے ہیں۔ نیز مزید یونٹیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ یہ سب کچھ قانون کے مطابق ہوگا۔ یہ یونٹیں عوامی ضروریات اور خدمات فراہم کریں گی۔

دفعہ نمبر 184: ملک مقامی یونٹوں کو مطلوبہ ٹیکنیکل، انتظامی اور مالی امداد فراہم کرے گا۔ ضروریاتِ

زندگی اور بنیادی سہولیات کی فراہمی میں عدل وانصاف سے کام لے گا، نیز ان کی ترقی اور معیشت کی سطح کو قریب کرے گا۔

دفعہ نمبر 185: مقامی یونٹوں کے ذرائعِ آمدنی میں بنیادی اور اضافی ٹیکس اور مقامی چارجز شامل ہوں گے۔ ان کی وصولیابی کے لیے ملکی اموال کی وصولیابی کے قواعد وضوابط اختیار کیے جائیں گے۔

دفعہ نمبر 186: قانون مشترکہ منافع والے امور میں مقامی یونٹوں کے آپسی تعاون کو منظّم کرے گا، نیز ان کے اور حکومتی عملے کے مابین تعاون کے وسائل کو منظّم کرے گا۔

دفعہ نمبر 187: قانون مقامی یونٹوں کے محافظین اور سربراہوں کے انتخاب کے طریقے معین کرے گا، اور ان کے اختیارات کی وضاحت کرے گا۔

فرع دوم: بلدیاتی کمیٹیاں

دفعہ نمبر 188: ہر یونٹ براہِ راست خفیہ عمومی ووٹنگ کے ذریعہ چار سال کے لیے ایک کمیٹی کا انتخاب کرے گی۔ کمیٹی کی رکنیت کے لیے نامزد شخص کی عمر 21 میلادی سال سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ انتظامیہ کے کچھ نمائندے بھی مقامی یونٹ کی کمیٹی کے رکن ہوں گے، البتہ ان کی رائے شمار نہیں کی جائے گی۔ ہر کمیٹی اپنے ممبران میں سے صدر اور وکیل منتخب کرے گی۔ نامزدگی کی دیگر شرائط اور انتخاب کی کارروائیوں کی وضاحت قانون کرے گا۔

دفعہ نمبر 189: ہر بلدیاتی کمیٹی کے ذمے اپنی یونٹ کے ضروری معاملات ہوں گے۔ نیز وہ مقامی ضروریات کی تکمیل کرے گی، اور معاشی، سماجی اور طبی امور انجام دے گی۔

دفعہ نمبر 190: اپنے اختیارات میں بلدیاتی کمیٹی کی قراردادیں حتمی ہوں گی۔ انتظامیہ اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ البتہ اگر کمیٹی اپنے اختیارات کی حدود سے تجاوز کرے، یا اس سے مفادِ عامہ کو کوئی ضرر پہنچے، یا دیگر بلدیاتی کمیٹیوں کے مفادات متأثر ہوں تو انتظامیہ اسے روک سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 191: ہر بلدیاتی کمیٹی قانون کے مطابق اپنا بجٹ اور فائنل حساب بنائے گی۔

دفعہ نمبر 192: بلدیاتی کمیٹیوں کو عمومی انتظامی کارروائی کے ذریعہ تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔ قانون ان کے تحلیل کرنے اور دوبارہ انتخاب کرنے کا طریقہ منظّم کرے گا۔

فصل پنجم: قومی سلامتی اور دفاع

فرع اول: نیشنل سلامتی کونسل

دفعہ نمبر 193: ایک نیشنل سلامتی کونسل تشکیل دی جائے گی جس کا سربراہ صدر جمہوریہ ہوگا۔ اس

کے ممبران میں وزیر اعظم، مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے صدر، وزیر دفاع، وزیر داخلہ، وزیر خارجہ، وزیر مالیات، وزیر عدل، وزیر صحت، انٹیلی جنس بیورو کا ذمہ دار، اور مجلسِ نمائندگان و مجلسِ شوریٰ میں موجود دفاع اور قومی سلامتی کی کمیٹیوں کے سربراہ شامل ہوں گے۔ یہ کونسل ملک میں امن وامان بحال رکھنے اور ناگہانی حادثات ومصائب کا سامنا کرنے کی پالیسی بنائے گی۔ نیز قومی سلامتی کو درپیش داخلی وخارجی خطرات سے آگاہ کرے گی، اور سرکاری وقومی سطح پر ان خطرات کے مقابلے کے لیے ضروری کارروائیاں کرے گی۔ کونسل تجربہ کار اور ماہر افراد کو اپنے جلسوں میں شرکت کی دعوت دے سکتی ہے، البتہ ان کی رائے شمار نہیں کی جائے گی۔ قانون اس کے دیگر اختیارات اور اس کے طریقۂ کار کی وضاحت کرے گا۔

فرع دوم: مسلح افواج

دفعہ نمبر 194: مسلح افواج قوم کی ملکیت ہوں گی، جن کے ذمہ ملک کی حفاظت کرنا اور اس کے امن وامان کو برقرار رکھنا ہوگا۔ فوجوں کو ملکی حکومت تشکیل دے گی۔ کسی بھی شخص، ادارے یا جماعت کے لیے کوئی فوجی یا نیم فوجی جماعت یا تنظیم بنانا جائز نہ ہوگا۔ قانون کی وضاحت کے مطابق مسلح افواج کی ایک سپریم کمیٹی ہوگی۔

دفعہ نمبر 195: وزیر دفاع مسلح افواج کا سربراہ ہوگا۔ اس کی تعیین انہیں کے افسروں میں سے ہوگی۔

دفعہ نمبر 196: قانون فوج میں عام بھرتی کو منظم کرے گا۔ فوج میں ڈیوٹی، ترقی اور ریٹائرمنٹ کی شرائط کی وضاحت کرے گا۔ فوجی افسروں اور فوجیوں کے مخصوص انتظامی منازعات کو حل کرنے کے لیے عدالتی ادارے بنائے جائیں گے۔

فرع سوم: قومی دفاعی کونسل

دفعہ نمبر 197: ایک قومی دفاعی کونسل بنائی جائے گی، جس کا سربراہ صدر جمہوریہ ہوگا۔ اس کے ممبران میں وزیر اعظم، مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے صدر، وزیر دفاع، وزیر خارجہ، وزیر مالیات، وزیر داخلہ، جنرل انٹلی جنس کا وزیر، مسلح افواج کا کمانڈران چیف، بحری اور فضائی فوج کے سربراہ، فضائی دفاعیہ کا سربراہ، مسلح فوجی آپریشن کمیٹی کا سربراہ اور جنگی محکمۂ سراغ رسانی وانکوائری کا سربراہ شامل ہوں گے۔ یہ کونسل ملک کے امن وامان اور سلامتی کو برقرار رکھنے کے وسائل کے بارے میں غور کرے گی۔ مسلح افواج سے متعلق قوانین کا مسودہ تیار کرنے میں اس کی رائے لینا ناگزیر ہوگا۔ قانون اس کے دیگر اختیارات کی وضاحت کرے گا۔ صدر جمہوریہ ماہر اور تجربہ کار افراد کو اس کے جلسوں میں شرکت کی دعوت دے سکتا ہے، البتہ ان کی رائے شمار نہیں کی جائے گی۔

فرع چہارم: فوجی عدالت

دفعہ نمبر 198: فوجی عدالت ایک آزاد اور خودمختار عدالتی ادارہ ہوگا۔ مسلح افواج، افسروں اور فوجیوں سے متعلق تمام جرائم میں یہ فیصلہ کرے گا۔ کوئی شہری اس میں مقدمہ دائر نہیں کرسکتا، سوائے ان جرائم کے جو مسلح افواج کے لیے نقصان دہ ہوں۔ ان جرائم کی تعیین قانون کرے گا، نیز فوجی عدالت کے دیگر اختیارات کی وضاحت کرے گا۔ فوجی عدالت کے ممبران آزاد ہوں گے، اور انہیں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ عدالتی اداروں کے ممبران کے لیے مقرر تحفظات اور حقوق و واجبات اس کے ممبران کو بھی حاصل ہوں گے۔

فرع پنجم: پولیس

دفعہ نمبر 199: پولیس ایک شہری انتظامی ادارہ ہوگا۔ اس کا سپریم سربراہ صدر جمہوریہ ہوگا۔ یہ قوم کی خدمت کرے گی۔ اس کی وفاداری دستور اور قانون کے لیے ہوگی۔ نظام، امن و امان اور تہذیب و شائستگی کی حفاظت کرے گی۔ قانون نافذ کرے گی۔ شہریوں کے اطمینان و سکون، تکریم و تعظیم، حقوق اور آزادیوں کی ضامن ہوگی۔ یہ سب قانون کی وضاحت کے مطابق ہوگا، جس کے بموجب پولیس کے ممبران اپنی ذمہ داریاں انجام دے سکیں گے۔

باب چہارم: خود مختار ادارے اور ضابطہ ساز ادارے

فصل اول: عمومی شرائط

دفعہ نمبر 200: دستور کی صراحت کے مطابق خودمختار اداروں اور ضابطہ ساز اداروں کی اپنی مستقل پہچان ہوگی۔ یہ غیر جانبدار ہوں گی، اور ٹیکنکل، انتظامی اور مالی لحاظ سے خودمختار ہوں گی۔ قانون دیگر خودمختار اداروں اور ضابطہ ساز اداروں کی وضاحت کرے گا۔ ان کے دائرۂ کار سے متعلق قوانین کے مسودے میں ان کی رائے لینا ناگزیر ہوگا۔

دفعہ نمبر 201: خودمختار ادارے اور ضابطہ ساز ادارے اپنی رپورٹیں 30 دن کے اندر صدر جمہوریہ، مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے سامنے پیش کریں گی۔ مجلسِ نمائندگان چھ ماہ کے اندر اس پر غور کرے گی اور مناسب کاروائی کرے گی۔ یہ رپورٹیں عوام کے لیے شائع کی جائیں گی۔ ضابطہ ساز ادارے خلاف ورزیوں اور جرائم کے ثبوت تفتیشی اداروں کے پاس بھیجیں گی۔ یہ سب کچھ قانون کی وضاحت کی مطابق ہوگا۔

دفعہ نمبر 202: صدر جمہوریہ مجلسِ شوریٰ کی منظوری کے بعد خودمختار اداروں اور ضابطہ ساز اداروں کے سربراہ مقرر کرے گا۔ یہ تقرری چار سال کے لیے ہوگی جس کی ایک بار تجدید ہوسکے گی۔ ان

سربراہوں کومجلسِ شوریٰ کی اکثریت کی منظوری کے بغیر معزول نہیں کیا جاسکے گا۔ ان کے لیے بھی وہ چیزیں ممنوع ہوں گی جو وزراء کے لیے ممنوع ہوتی ہیں۔

دفعہ نمبر 203: خودمختار اداروں اور ضابطہ ساز اداروں کی تشکیل کے تعلق سے قانون بنے گا، جس میں ان کے دیگر اختیارات اور طریقۂ کار کی تعیین کی جائے گی جن کی صراحت دستور میں نہیں کی گئی ہے۔ ان کے ممبران کو وہ تحفظات حاصل ہوں گے جو ان کے کام کے لیے ناگزیر ہیں۔ قانون ان کی تقرری، ترقی، ان سے باز پرس، ان کی معزولی اور ان کے دیگر حالات کا خاکہ تشکیل دے گا۔

فصل دوم: ضابطہ ساز ادارے

فرع اول: انسدادِ بدعنوانی کا قومی کمیشن

دفعہ نمبر 204: انسدادِ بدعنوانی کا قومی کمیشن عملی بدعنوانی کا مقابلہ کرے گا۔ مفادات کے ٹکراؤ کا حل نکالے گا۔ صفائی ستھرائی کی اعلیٰ اقدار کو فروغ دے گا، اور اس کا معیار متعین کرے گا۔ اور ان تمام امور سے متعلق قومی پالیسی تشکیل دے گا، اور دیگر خودمختار اداروں کے ساتھ مل کر اس کے نفاذ کو ممکن بنائے گا۔ اور متعلقہ اداروں کی نگرانی کرے گا۔

فرع دوم: آڈٹنگ کا مرکزی ادارہ(Central Auditing Organization)

دفعہ نمبر 205: آڈٹنگ کا مرکزی ادارہ ملکی خزانے کی نگرانی کرے گا۔

فرع سوم: مرکزی بینک

دفعہ نمبر 206: مرکزی بینک مانیٹری پالیسی، قرض کی پالیسی اور بینکنگ پالیسی بنائے گا، اور اس کے نفاذ پر نظر رکھے گا۔ خرچ کے نظام کی نگرانی کرے گا۔ نرخ کے استحکام کی کوشش کرے گا۔ صرف مرکزی بینک ہی کرنسی جاری کرسکتا ہے۔ یہ سب کچھ ملک کی عام معاشی پالیسی کی حدود میں ہوگا۔

فصل سوم: معاشی وسماجی کونسل

دفعہ نمبر 207: معاشی وسماجی کونسل معاشرہ کے مختلف گروہوں کو معاشی، سماجی اور مقامی پالیسی کی تشکیل میں شرکت وتعاون کرنے پر ابھارے گی، نیز آپسی بات چیت کا ماحول تیار کرے گی۔ اور حکومت، مجلسِ نمائندگان اور مجلسِ شوریٰ کے لیے یہ ناگزیر ہوگا کہ اس کونسل سے ان سے متعلق قوانین اور پالیسی میں رائے لے۔ یہ کونسل کم از کم 150 افراد سے تشکیل پائے گی۔ ان کا انتخاب اُن کی مختلف منتخب تنظیموں میں سے کیا جائے گا، جس میں مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی 50 فیصد سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی شخص بیک وقت اس کونسل کا رکن اور حکومت یا کسی پارلیمانی کونسل کا رکن نہیں ہوسکتا۔ قانون

کونسل کی تشکیل، صدر کے انتخاب اور کونسل کے لائحۂ عمل کی وضاحت کرے گا۔

فصل چہارم: قومی الیکشن کمیشن

دفعہ نمبر 208: صرف قومی الیکشن کمیشن کو ریفرنڈم کرانے اور صدارتی، پارلیمانی و بلدیاتی انتخابات کرانے کا اختیار ہوگا۔ سب سے پہلے ووٹر لسٹ تیار کی جائے گی۔ حلقہ ہائے انتخاب تقسیم کیے جائیں گے۔ فنڈ کی فراہمی اور انتخابی خرچ کی تعیین اور اعلان کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حتمی نتیجہ کے اعلان تک کی دیگر تمام کارروائیاں انجام دے گی۔ نیز اسے ٹریڈ یونینس کے انتخابات پر نظر رکھنے کے لیے بھی بلایا جا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 209: قومی الیکشن کمیشن کا انتظام ایک 10 رکنی کونسل کے ذمہ ہوگا، جس میں عدالت عالیہ کے نائب صدر، اپیل کورٹ کے صدر، ریاستی کونسل کے نائب صدر شامل ہوں گے۔ ان کا انتخاب مجلسِ قضاءِ اعلیٰ اور ان اداروں کی خاص مجلسیں کریں گی۔ کمیشن کے لیے ہمہ وقتی کام کرنے کے لیے ان کا انتخاب 6 سالہ ایک میقات کے لیے ہوگا۔ اس کی سربراہی اس کا وہ قدیم رکن کرے گا جو عدالت عالیہ سے متعلق ہو۔ اس کے آدھے ممبران کے انتخاب کی تجدید ہر 3 سال پر ہوگی۔ کمیشن ماہر اور تجربہ کار افراد سے انتخابات کے معاملات میں مدد لے سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 210: کمیشن کے ممبران کمیشن کی جانب سے منعقد ریفرنڈم اور الیکشن میں ووٹنگ اور کاونٹنگ کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ سب کچھ کمیشن کی عمومی نگرانی میں ہوگا۔ اور انہیں آزادی اور خودمختاری سمیت سارے تحفظات حاصل ہوں گے۔ اس کے علاوہ، کمیشن ووٹنگ اور کاونٹنگ کی نگرانی عدالتی اختیار کے ممبران کو دستور پر عمل کی تاریخ سے کم از کم 10 سال تک کے لیے سونپ دے گی۔

دفعہ نمبر 211: قومی الیکشن کمیشن کی ریفرنڈم، پارلیمانی وصدارتی انتخابات اور ان کے نتائج سے متعلق قراردادوں پر اعتراضات کا فیصلہ سپریم انتظامی عدالت کرے گی۔ بلدیاتی انتخابات پر اعتراضات انتظامی عدالت کے سامنے ہوں گے۔ اعتراضات اور ان کے فیصلے کی کارروائیوں کی وضاحت قانون کرے گا، بایں طور کہ انتخابی عمل یا حتمی نتائج کے اعلان میں خلل واقع نہ ہو۔ ریفرنڈم یا صدارتی انتخابات کے حتمی نتائج کے اعلان کے بعد ان پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ ووٹنگ کے بعد زیادہ سے زیادہ 8 دنوں کے اندر حتمی نتائج کا اعلان ناگزیر ہوگا۔

فصل پنجم: خودمختار ادارے

فرع اول: اعلیٰ ترین ادارہ برائے امورِ اوقاف

دفعہ نمبر 212: اوقاف کے عام اور خاص اداروں کا انتظام اور نگرانی اعلیٰ ترین ادارہ برائے امورِ

اوقاف کرے گا۔ نیز ان کے لیے درست انتظامی ومعاشی طریقہ اختیار کرنا ممکن بنائے گا۔ اور معاشرے میں وقف کرنے کا ماحول بنائے گا۔

فرع دوم: اعلیٰ ترین ادارہ برائے تحفظِ آثارِ قدیمہ

دفعہ نمبر 213: اعلیٰ ترین ادارہ برائے تحفظِ آثارِ قدیمہ مصری تہذیب وتمدن کے سرمایے کی حفاظت کا خیال رکھے گا۔ ان کو جمع کرنے، ان کو مستحکم کرنے، ان میں سے موجود کی حفاظت کرنے اور انسانی تہذیب میں ان کی حصہ داری کو زندہ رکھنے کا انتظام کرے گا۔

فرع سوم: قومی ادارہ برائے تعلیمی وسائنسی تحقیق

دفعہ نمبر 214: قومی ادارہ برائے تعلیمی وسائنسی تحقیق تعلیم کی تمام اقسام اور اس کے تمام مراحل کی قومی پالیسی ترتیب دے گا۔ ان کے درمیان تعاونِ باہمی کو ممکن بنائے گا۔ ریسرچ کو فروغ دے گا۔ تعلیم اور ریسرچ کی عمدگی کے قومی معیار مقرر کرے گا۔ اور ان پالیسیوں کے نفاذ پر نظر رکھے گا۔

فرع چہارم: صحافت ومیڈیا کے خودمختار ادارے

دفعہ نمبر 215: میڈیا کی قومی کمیٹی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات نیز پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا نظام مرتب کرے گی۔ کمیٹی میڈیا کی تمام شکلوں میں مکمل آزادی کو اور اس کے تنوع کو ممکن بنائے گی۔ نیز اس کی اجارہ داری پر بند لگائے گی۔ عوام کے مفادات کا تحفظ کرے گی۔ اس بات کے ضوابط اور معیار مقرر کرے گی کہ ذرائع ابلاغ کے تمام ادارے اپنے پیشہ کے اصول وضوابط اور اخلاقیات کی پابندی کریں، عربی زبان کی حفاظت کریں، اور معاشرہ کی اقدار وروایات اور آداب کا خیال رکھیں۔

دفعہ نمبر 216: صحافت اور میڈیا کا قومی ادارہ صحافت ومیڈیا کے ایسے ادارے قائم کرے گا جو ملک کی ملکیت ہوں گے۔ ان کو ترقی دے گا، اور اس بات کو ممکن بنائے گا کہ یہ ادارے اپنے پیشہ ورانہ اور انتظامی کام بحسن وخوبی انجام دیں۔

باب پنجم: حتمی اور عبوری احکام

فصل اول: دستور میں ترمیم

دفعہ نمبر 217: صدر جمہوریہ یا مجلسِ نمائندگان دستور کی ایک یا زائد دفعات میں ترمیم کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ مطالبے میں ان دفعات کا ذکر ہونا چاہیے جن کی ترمیم کا مطالبہ ہو، اور ترمیم کے اسباب کا بھی ذکر ہونا چاہیے۔ اگر ترمیم کا مطالبہ مجلسِ نمائندگان کی جانب سے ہو تو کم از کم اس کے بیس فیصد ممبران کے دستخط اس پر ثبت ہونے چاہئیں۔ مجلسِ نمائندگان اور مجلس شوریٰ ترمیم کے مطالبہ پر 30 دن

کے اندر بحث کرے گی۔ ہر مجلس ترمیم کے مطالبہ کی کلی یا جزئی قبولیت کا فرمان اپنے ممبران کی اکثریت سے جاری کرے گی۔ اور اگر مطالبہ مسترد کر دیا جائے تو انہی دفعات کی ترمیم کا دوسرا مطالبہ اگلی میقات سے قبل نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ نمبر 218: اگر دونوں مجلسیں دستور کی ترمیم کا مطالبہ منظور کرلیں تو دونوں مجلسیں 60 دن کے بعد ان دفعات کے نصوص پر بحث کریں گی۔ اگر ہر مجلس کے دو تہائی ممبران ترمیم کی منظوری دے دیں تو اس کے بعد 30 دن کے اندر قومی ریفرنڈم کے لیے اسے پیش کیا جائے گا۔ ریفرنڈم میں منظوری کے بعد ترمیم نافذ ہو جائے گی۔

فصل دوم: عمومی شرائط

دفعہ نمبر 219: شریعتِ اسلامی کے اصول ومبادی سے مراد اسلامی شریعت کے کلی دلائل، اصولی اور فقہی قواعد اور مذاہب اہل سنت والجماعت کے معتبر مصادر ہیں۔

دفعہ نمبر 220: قاہرہ ملک کا دارالحکومت ہوگا۔ قانون کے بموجب دارالحکومت دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 221: قانون قومی پرچم، قومی نشان، قومی مخصوص علامات ولباس، قومی مہر اور قومی ترانہ کی تعیین کرے گا۔

دفعہ نمبر 222: دستور کے صدور سے قبل قانون جو بھی فرامین صادر کرے ان کا نفاذ باقی رہے گا۔ نہ ان میں ردوبدل کیا جا سکتا ہے اور نہ انہیں ختم کیا جا سکتا ہے، تاہم صرف دستور میں مقررہ قواعد اور کارروائیوں کے مطابق ایسا کیا جانا ممکن ہوگا۔

دفعہ نمبر 223: قوانین 15 دن کے اندر سرکاری گزٹ میں شائع کیے جائیں گے۔ اور اس کے 30 دن بعد ان پر عمل کیا جائے گا، بجز اس کے کہ قانون اس کے لیے کوئی دوسرا وقت مقرر کرے۔ یہ قوانین انہی چیزوں پر نافذ ہوں گے جو اس کے نفاذ کی تاریخ کے بعد وقوع پذیر ہوں، اس سے قبل کی چیزوں پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ البتہ مجلسِ نمائندگان کے ممبران کی دو تہائی اکثریت کی موافقت سے تعزیرات اور ٹیکس کے علاوہ دیگر دفعات میں اس کے برعکس نفاذ کی صراحت کی جا سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 224: مجلسِ نمائندگان، مجلس شوریٰ اور بلدیاتی کمیٹیوں کے انتخابات انفرادی نظام (Individual System)، فہرستوں کے نظام (Proportional List System)، دونوں نظاموں، یا قانون کے ذریعہ مقرر کسی اور نظام کے تحت ہوں گے۔ (انفرادی نظام میں ووٹر اپنا ووٹ کسی

ایک امیدوار کے حق میں دیتا ہے، جبکہ فہرستوں کے نظام میں ہر پارٹی کو اپنے امیدواروں کے ذریعہ حاصل شدہ متعین ووٹس کے مطابق متعین سیٹیں ملتی ہیں۔)

دفعہ نمبر 225: دستور پر عمل اسی تاریخ سے شروع ہو جائے گا جس دن عوامی ریفرنڈم پر اکثریت کی موافقت کا اعلان ہوگا۔

فصل سوم: عبوری شرائط

دفعہ نمبر 226: موجودہ صدر جمہوریہ کی مدت منصب کی ذمہ داری لینے کی تاریخ سے چار سال بعد ختم ہوگی۔ اس کا دوبارہ انتخاب صرف ایک بار اور کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ نمبر 227: ہر وہ عہدہ جس کے لیے دستور یا قانون نے ایک متعین مدت مقرر کر رکھی ہو جس میں تجدید نہیں ہوسکتی ہے یا صرف ایک بار ہوسکتی ہے، اس کی مدتِ کار کا آغاز اس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو ذمہ داری قبول کی گئی ہو، اور اگر وہ شخص قانوناً ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی مدتِ کار ختم ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر 228: اس دستور پر عمل کے وقت قائم انتخابات کی سپریم کمیٹی اگلے پارلیمانی انتخابات کی مکمل نگرانی کرے گی۔ اس کمیٹی اور صدارتی انتخابات کی سپریم کمیٹی کا سرمایہ قومی الیکشن کمیشن کی تشکیل کے بعد اس کی تحویل میں آجائے گا۔

دفعہ نمبر 229: پہلے پارلیمانی انتخابات کی کارروائیوں کا آغاز دستور پر عمل کے 60 دنوں کے اندر ہوگا۔ اور انتخابات کے حتمی نتائج کے اعلان کے زیادہ سے زیادہ 10 دنوں کے اندر پہلے پارلیمانی سیزن کا انعقاد ہو جائے گا۔ اس کے ممبران میں مزدوروں اور کسانوں کی شمولیت کا تناسب کم از کم 50 فیصد ہوگا۔ مزدور سے مراد دوسرے کے پاس کام کرنے والا تنخواہ دار شخص ہے، اور کسان سے مراد وہ شخص ہے جس نے نامزدگی سے پہلے کم از کم 10 سال تک کاشت کاری کی ہو۔ نامزد شخص کے مزدور یا کسان ہونے کے معیار اور ضوابط قانون متعین کرے گا۔

دفعہ نمبر 230: دستور کے نفاذ سے نئی مجلسِ نمائندگان کے انعقاد تک قانون سازی کا مکمل اختیار موجودہ مجلس شوریٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور مجلسِ نمائندگان کے انتخاب کے فوراً بعد قانون سازی کا مکمل اختیار اس کے پاس منتقل ہو جائے گا، یہاں تک کہ نئی مجلس شوریٰ کا انتخاب عمل میں آجائے۔ یہ انتخاب مجلسِ نمائندگان کے انعقاد کی تاریخ سے ایک سال کے اندر مکمل ہوگا۔

دفعہ نمبر 231: دستور کے نفاذ کے بعد ہونے والے پارلیمانی انتخابات میں دو تہائی سیٹیں فہرستوں

کے نظام کے مطابق ہوں گی، اور ایک تہائی انفرادی نظام کے مطابق۔ جماعتیں یا آزاد امیدوار دونوں کے لیے نامزدگی کا پرچہ پیش کر سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر 232: قومی پارٹی کی لیڈرشپ کے لیے سیاست اور صدارتی و پارلیمانی انتخابات کے لیے نامزدگی دستور کے نفاذ سے 10 سال تک کے لیے ممنوع ہوگی۔ اس لیڈرشپ سے مراد ہر وہ شخص ہے جو 25 جنوری 2011 کے انقلاب کے وقت قومی پارٹی کی سکریٹریٹ کا رکن یا سیاسی کمیٹی کا رکن یا سیاسی دفتر کا رکن رہا ہو۔ یا وہ انقلاب سے قبل سابق دو سیزن میں قومی اسمبلی یا مجلس شوریٰ کا رکن رہا ہو۔

دفعہ نمبر 233: اس دستور کے نفاذ کے وقت پہلی آئینی عدالتِ عظمی اس کے موجودہ صدر اور 10 قدیم ترین ممبران سے تشکیل پائے گی۔ بقیہ ممبران ان جگہوں پر لوٹ جائیں گے جہاں وہ اس عدالت میں تقرری سے قبل کام کیا کرتے تھے۔

دفعہ نمبر 234: دفعہ نمبر 77 میں صراحت شدہ جرائم سے متعلق فرامین کے آغاز کا خاص حکم دستور کے نفاذ کے ایک سال بعد سے ہوگا۔

دفعہ نمبر 235: موجودہ بلدیاتی انتظامیہ اسی طرح کام کرتی رہے گی، تاوقتیکہ دستور میں منصوص نظام تدریج کے ساتھ 10 سال کی مدت میں نافذ ہوجائے۔

دفعہ نمبر 236: 11 فروری 2011 سے دستور کے نفاذ کی تاریخ تک مسلح افواج کی سپریم کمیٹی اور صدر جمہوریہ کی جانب سے صادر تمام دستوری اعلانات کالعدم قرار پائیں گے، البتہ پچھلی مدت میں ان کے جو اثرات مرتب ہوئے تھے وہ اسی طرح برقرار رہیں گے۔

نیپال کے معروف دینی وملی رہنما

مولانا غلام رسول فلاحی سے ایک ملاقات

سراج احمد برکت اللہ فلاحی، نیپال

مولانا غلام رسول فلاحی (پ1956ء) نیپال کی بہت ہی معروف اور بزرگ شخصیت ہیں، آپ وہاں کی سب سے قدیم اور منظم دینی جماعت اسلامی سنگھ نیپال کے موسسین میں سے ہیں اور کئی میقات اس کے امیر رہ چکے ہیں۔ مسلمانانِ نیپال کے تئیں ان کی خدمات عظیم اور قابل قدر ہیں۔ ملک کے چیدہ علماء اور قائدین میں آپ کا شمار ہے۔ جامعۃ الفلاح بلریا گنج سے فارغ التحصیل ہیں۔ اس وقت الحراء ایجوکیشنل سوسائٹی نیپال کے صدر ہیں۔ برادر سراج احمد برکت اللہ فلاحی نے حیات نو کے لیے محترم سے ملاقات کی اور ان کی طویل کارکردگی اور تجربات کو قارئین کے سامنے لانے کی اچھی کوشش کی ہے، فجزاہ اللہ خیرا۔ (**ادارہ**)

مولانامحترم! سب سے پہلے آپ اپنا اور اپنے خاندانی حالات کا مختصر تعارف کرائیں؟

میرا تعلق مشرقی نیپال کے ضلع سنسری کی نہایت ہی معروف بستی چھاتا بیلی سے ہے۔ میرے والد صاحب کا نام سبحان علی ہے، جو اسی وقت اللہ کو پیارے ہو گئے تھے جب میں تین سال کا تھا۔ میری تاریخ پیدائش موجودہ ریکارڈ کے مطابق ۲۷/اگست ۱۹۵۶ء ہے۔ مجھ سے بڑی دو بہنیں تھیں۔ سب سے بڑی بہن زینب خاتون اور دوسری حدیثہ خاتون، میری والدہ مکرمہ بشیرن خاتون نے ہم تینوں کی پرورش و پرداخت کا فریضہ انجام دیا۔ میرے دادا مرحوم ومغفور جناب شبراتی صاحب سے میرے والد کو میراث

میں کچھ بھی زمین و جائیداد نہیں ملی تھی۔

اللہ کا شکر ہے، اس وقت میرے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ جن میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ چھوٹا بیٹا فاروق اعظم کٹھمنڈو میں CA کا کورس رہا ہے۔ جبکہ چھوٹی بیٹی عائشہ صدیقہ جامعۃ المحسنات بھوکراہا میں فضیلت سال آخر میں زیر تعلیم ہے۔ ابھی تک میں ۹ رنواسوں اور نواسیوں کا نانا اور تین پوتیوں کا دادا ہوں۔ میری رفیقۂ حیات شہیدہ خاتون الحمدللہ بقید حیات ہیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم کیسے ہوئی ؟ اور مکتب میں آپ کے اہم اساتذہ کون کون تھے ؟

میری ابتدائی تعلیم چھاتا بیلی کے مدرسہ تبلیغ الاسلام میں ہوئی۔ ابتدائی اساتذہ میں منشی سلیمان صاحب، مولوی علی بخش مرحوم، مولانا عبداللطیف ندوی مرحوم، ماسٹر محی الدین صاحب پورنوی، مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا عبدالجلیل مرحوم مدھوراجپور ضلع سپول ہیں۔ اردو، عربی، انگریزی اور نیپالی زبان کی مختصر تعلیم میں نے اسی مدرسہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد اعلی تعلیم کے لیے جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ کا رخ کیا۔

جامعة الرشاد اعظم گڑہ آپ کے ہاں سے کافی دور ہے ، اس کے باوجود وہاں جانے کا سبب کیا ہوا؟

میرے گاؤں کے قریب دوہبی بازار ہے، اسی بازار کے جناب ڈاکٹر اسحاق صاحب جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ میں زیر تعلیم تھے۔ ان کے ذریعہ تعارف ہوا اور ان ہی کے ساتھ جا کر ۱۹۷۱ء میں جامعۃ الرشاد میں داخلہ لیا اور عربی اول سے وہاں تعلیم شروع کی۔

جامعة الرشاد میں آپ نے کب سے کب تک تعلیم حاصل کی اور آپ کے قابل ذکر اساتذہ کون کون تھے ؟

میں نے جامعۃ الرشاد میں تین سال عربی اول تا عربی سوم تعلیم حاصل کی، میرے اساتذہ میں مولانا مبین احمد صاحب، مولانا عبدالسمیع صاحب، مولانا محمد نعیم صدیقی ندوی صاحب، قاری محمد ادریس اعظمی صاحب، مولانا محمد ارشد مظاہری صاحب، مولانا محمد نعیم الدین قاسمی صاحب اور خود ناظم جامعہ مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب سرفہرست ہیں۔ عربی سوم کے بعد مزید اعلی تعلیم کے لیے جامعۃ الفلاح بلریا گنج کا رخ کیا۔

جامعۃ الفلاح جانے کا سبب کیا ہوا؟ وہاں کن درجات کی تعلیم آپ نے حاصل کی اور وہاں آپ کے اہم اساتذہ کون کون تھے؟

جامعۃ الرشاد سے جامعۃ الفلاح جانے کا سبب یہ ہوا کہ جب میں عربی سوم میں تھا تو طلبہ کے بعض بنیادی مسائل کو لے کر ہم لوگوں نے کھانے کی ہڑتال کردی جس پر ناظم محترم نے سخت نوٹس لیا اور ہڑتال میں شامل متہم طلبہ زیر عتاب آ گئے جن میں میں بھی شامل تھا۔ جامعہ سے اخراج تو نہیں ہوا، البتہ اب وہاں مزید تعلیم جاری رکھنا دشوار نظر آنے لگا۔ حضرت مولانا جلیل احسن ندوی صاحب اس وقت جامعۃ الرشاد میں مدرس تھے اور وہ اسی سال جامعۃ الرشاد چھوڑ کر جامعۃ الفلاح آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اگر تم جامعۃ الفلاح آنا چاہو تو ایک درخواست بھجوا دینا۔ چنانچہ جب رمضان کی تعطیل میں گھر گیا تو ایک درخواست جامعۃ الفلاح بھیج دی جو منظور ہوگئی اور اس طرح میں جامعۃ الرشاد سے جامعۃ الفلاح آ گیا۔ داخلہ کے لیے مولانا مرحوم نے ہی ٹسٹ لیا اور عربی چہارم میں داخلہ مل گیا۔ البتہ جامعۃ الفلاح کے نصاب کے لحاظ سے میری انگریزی نہایت ہی کمزور تھی جس پر میں نے سخت محنت کر کے قابو پا لیا۔

جامعۃ الفلاح میں میں نے عربی چہارم تا عربی ہفتم تعلیم حاصل کی اور فضیلت میں فرسٹ ڈویژن حاصل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ جامعۃ الفلاح میں مولانا جلیل احسن ندوی مرحوم، مولانا عبدالحسیب اصلاحی، مولانا محمد عنایت اللہ اسد سبحانی، مولانا محمد سلامت اللہ اصلاحی، مولانا اقبال قاسمی صاحب، مولانا ابوبکر اصلاحی مرحوم، ماسٹر اکرام الدین صاحب، ماسٹر عبداللہ صاحب، مولانا صغیر احسن اصلاحی صاحب مرحوم، ماسٹر عبدالحکیم صاحب، مولانا شبیر احمد اصلاحی، ہمارے مشفق اساتذہ اور مربی تھے۔

جامعۃ الفلاح اس وقت کیسا تھا؟ بالخصوص تعلیم وتربیت اور غیر درسی سرگرمیوں کا ماحول کیسا تھا؟

اس وقت فلاح میں عمارتیں زیادہ نہیں تھیں، قبرستان سے متصل ایک قدیم دومنزلہ عمارت دارالاقامہ کے لیے تھی جو ایل شیپ (L) میں بنی تھی۔ مسجد اور اس عمارت کے درمیان بھی عمارت موجود تھی جو دارالتعلیم، مرکزی لائبریری، دفتر نظامت، مولانا نظام الدین اصلاحی اور مولانا عبدالحسیب اصلاحی اور مولانا جلیل احسن ندوی کی رہائش، جمعیۃ الطلبہ کی لائبریری کے طور پر مستعمل تھی۔ فلاح کی موجودہ عظیم الشان مسجد میرے ہی زمانہ طالب علمی میں تعمیر ہوئی، البتہ باہری صحن اور حوض وغیرہ اس وقت نہیں بنایا گیا تھا۔ تعلیم وتربیت کا ماحول اس وقت بہت ہی اچھا، خوش گوار اور طلبہ دوست تھا،

دارالاقامہ میں مقیم اساتذہ سے کسی بھی وقت استفادہ کیا جاسکتا تھا، نمازوں کی سخت پابندی ہوتی تھی، مغرب بعد اکثر طلبہ جامع مسجد کے وسیع ہال میں گروپ بنا کر آپس میں مذاکرہ کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے۔ نماز فجر کے بعد مختصر تلاوت کے بعد ناشتہ کی گھنٹی لگنے تک اپنے ہی کمروں میں اسباق کی تیاری کرتے، آج جو کچھ پڑھنا ہے، اسے دیکھتے اور لغات کی مدد سے آنے والے اسباق کو حل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ روزانہ عصر بعد طلبہ انجمن کی لائبریری کھلتی، طلبہ جوق در جوق آ کر نئی کتابیں نکلواتے اور پہلے سے نکالی گئی کتابیں جمع کرتے۔ ایک سال لائبریرین کے طور پر خدمت انجام دینے کا موقع مجھے بھی ملا، عصر بعد لائبریری کے آگے نئے اخبارات اور رسائل وجرائد کو پھیلا دیا جاتا۔ کتابوں کی فہرست والے کاغذی بورڈ جگہ جگہ رکھ دیے جاتے، طلبہ ان کی مدد سے اپنی پسند کی کتابیں نکلواتے، اس وقت ہندوستان کے طول وعرض سے اور عرب ممالک سے اخبارات وجرائد آتے جنہیں طلبہ ذوق وشوق سے پڑھتے۔ ہر ہفتہ پابندی سے جمعیۃ الطلبہ کی جانب سے مختلف زبانوں میں پروگرامس ہوتے جن میں طلبہ نہایت ہی ذوق وشوق سے شرکت کرتے، جمعیۃ الطلبہ کے ناظم اور دیگر شعبوں کے نظماء اپنی ذمہ داریاں کماحقہ انجام دیتے۔ طلبہ ہی میں سے ایک طالب علم مطبخ انچارج ہوتا جس کے ماتحت اور بہت سے لوگ ہوتے جو کھانے اور ناشتہ کا نظم سنبھالتے اور طلبہ کو ہر قسم کی سہولت پہنچانے کی کوشش کرتے۔ مطبخ کے وسیع وعریض ہال میں طلبہ اجتماعی طور پر کھانا کھاتے، غیر درسی کتابوں کا مطالعہ خوب ہوتا، البتہ بعض طلبہ تاریخی ناولوں کے زیادہ دلدادہ تھے۔ باہر منعقد ہونے والے مقابلہ جاتی پروگراموں میں بھی فلاح کے طلبہ شرکت کرتے اور کامیاب ہوتے تھے۔

مقامی حضرات کے جامعہ سے اس وقت کیسے روابط تھے؟

مقامی حضرات فلاح کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ہر قسم کا تعاون کرتے تھے۔ مولانا محمد عیسیٰ صاحب اور منشی انور صاحب کی نظامت ماشاءاللہ بڑی اچھی تھی۔ حکیم محمد ایوب صاحب فلاح کے روح ورواں تھے، بہت سے طلبہ کے اخراجات وہ خود اٹھاتے تھے اور طلبہ کا مفت علاج فرماتے تھے، نہایت ہی خندہ پیشانی سے ملتے۔ اللہ ان ہستیوں کو غریق رحمت کرے، اور جو بقید حیات ہیں ان پر ہر قسم کا فضل فرمائے۔ آمین!

عصر کی نماز کے بعد اس وقت طلبہ کا عام معمول کیا تھا؟

بہت سے طلبہ فٹ بال، والی بال، اور کرکٹ کے شوقین تھے۔ میں بعد نماز عصر پابندی سے فٹ

بال کھیلتا تھا۔

جامعة الفلاح میں اس وقت طلبہ تحریکات تو نہیں تھیں ، دین کا صحیح فہم وشعور دینے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا تھا؟

اساتذۂ کرام کی تربیت اور تحریکی لٹریچرس کے مطالعہ سے ہمارے اندر تحریکی شعور بیدار ہوا۔ جماعت اسلامی ہند کے بڑے ذمہ داران اکثر جامعہ کے دورے پر آتے، ان سے بھی استفادہ کا موقع ملتا تھا۔ مولانا سید حامد علی مرحوم سے کئی ملاقاتیں ہوئیں، مولانا مرحوم اکثر فرماتے کہ تم نیپالی زبان سیکھو اور نیپال میں تحریک کے کاموں کو آگے بڑھاؤ۔ میں نے اسی وقت پختہ عزم کرلیا تھا کہ اپنے ملک میں بھی ایسی ہی تحریک قائم کرنے کی کوشش کروں گا جو عوام وخواص اور برادران وطن کو اسلام سے روشناس کرنے کا کام کرے گی۔ اساتذہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور فہم وشعور کی پختگی پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔

جامعة الفلاح سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کی مشغولیات کیا تھیں اور کہاں سے عملی زندگی کا آغاز کیا تھا؟

جامعۃ الفلاح کے آخری ایام میں ہم چند ساتھی جن میں مزمل الحق فلاحی بھی تھے، رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرّمہ کی طرف سے مبعوث ہوکر جاپان میں اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دینا چاہتے تھے مگر یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا، پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بی اے آنرس کا پروگرام بنایا، مگر اپنے گاؤں کی مادر علمی مدرسہ تبلیغ الاسلام میں جب میں بحیثیت معلم کام کرنے لگا اور اسی اثنا میں علی گڑھ سے میری درخواست کی منظوری آئی تو ہمارے گاؤں کے لوگوں نے اصرار کیا کہ مدرسہ کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے، تمہارے آنے سے مدرسہ میں کچھ رونق آ گئی ہے، اب تم مدرسہ ہی کو سنبھالو، چنانچہ میں نے ارادہ بدل لیا اور دل وجان سے مدرسہ کی خدمت میں لگ گیا۔ مدرسہ کا تعلیمی معیار درجہ عربی دوم تک ہوگیا، دارالاقامہ بھی قائم ہوا جس میں ساٹھ ستر طلبہ رہنے لگے۔ پھر مدرسہ ہی میرا اوڑھنا بچھونا بن گیا۔

اسلامی سنگھ نیپال کے مؤسسین میں آپ بھی ہیں ، ایک دینی جماعت کے قیام کی ضرورت اور مقاصد تو پہلے سے آپ کے پیش نظر تھے ، لیکن اس کی تشکیل کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

مدرسہ تبلیغ الاسلام کے زمانہ معلّمی میں سہیم الدین صاحب چھاتا بیلی، محمد ایوب چھاتا بیلی، پراسٹو کی کے ماسٹر عبدالجلیل اور حاجی رستم اور علاقہ کے بعض دیگر نوجوانوں پر مشتمل تنظیم الشبان نام سے ایک

جمعیت قائم کی جس کا صدر دفتر دوہبی بازار میں قائم کیا گیا۔آدرش اسلامی لائبریری کے نام سے ایک لائبریری بھی قائم ہوئی۔جس میں بہت سی کتابیں رکھی گئیں۔ یہ لائبریری میرے خسر جناب فہیم الدین صاحب مرحوم کے مکان میں قائم ہوئی اور ہفتہ واراجتماعات کا سلسلہ شروع ہوا،اس اجتماع میں علاقہ سے چالیس پچاس نوجوان شرکت کرتے تھے، دھران سے ڈاکٹر خالدحسین حق اور مولانا قیس صاحب تشریف لاتے، براٹ نگر کے جناب الحاج پرویز نے ایک الماری عنایت کی تھی۔ جناب فرخ جمال صاحب کےابوسابق رکن جماعت اسلامی ہند جناب آفتاب عالم صاحب نے کتابوں سےتعاون کیا۔ الحاج مطیع اللہ صاحب مرحوم کے فرزندار جمند جناب خورشید صاحب نے مالی تعاون کے ذریعہ ہماری ہمت افزائی کی۔رام نگر بھوٹہا کےعلاقہ میں مولانا محمد حضرت السّلفی،مولانا عبدالرحمٰن ندوی مرحوم،مولانا محمد حنیف ندوی اور دیگر حضرات مل کر جمعیت ملت اسلامیہ کے پلیٹ فارم سے وقتاً فوقتاً پروگرام کیا کرتے تھے۔ایک پروگرام جوگھسکی کے ایک مکتب میں ہوا تھا،اس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ چھاتا بیلی سے ہم چھ افراد نے گھسکی تک پیدل سفر کیا۔ پروگرام میں میری بھی تقریر رکھی گئی تھی۔صبح درس قرآن کا پروگرام ہوا، دوپہر کا کھانا جناب حاجی حمید مہاجن صاحب مرحوم کے یہاں کھا کر شام تک چھاتا بیلی واپسی ہوئی،ملت ہی کی طرف سے براٹ نگر میں ایک سہ روزہ دعوتی واصلاحی پروگرام رکھا گیا تھا،جس میں سنسری ومورنگ کے منتخب لوگوں نے شرکت کی تھی۔اس پروگرام کے بعد مدرسۃ الاصلاح رام نگر بھوٹہا میں ایک سہ روزہ عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں ہندونیپال کے علماء کبار نے شرکت کی تھی۔ جامعۃ الفلاح سے مولانا نظام الدین اصلاحی بھی اس پروگرام میں شریک ہوئے تھے۔کٹھمنڈو سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی تھی، جناب یوسف صاحب مرحوم،محمد نعیم نوشاد صاحب دعوتی کاموں کے لیے کافی سرگرم تھے۔بعض پروگراموں میں پروفیسر حبیب اللہ مرحوم کی بھی شرکت ہوتی تھی۔ براٹ نگر کے جناب ریاض صاحب مرحوم، جناب شبیر احمد صاحب، جہانگیر مرحوم صاحبان کا بھی تعاون حاصل تھا۔

میں مدرسہ تبلیغ الاسلام میں تدریسی فرائض انجام دیتے ہوئے ان پروگراموں میں بھی شریک ہوا کرتا تھا اور ساتھ ہی تنظیم الشبان کے تمام اجتماعات میں درس وتقاریر کا اہتمام کرتا تھا۔ چھاتا بیلی کے مولانا احمد حسین رشادی امام جامع مسجد چھاتا بیلی اور جناب سہیم الدین صاحب کا بھی تعاون رہتا تھا۔ اسی اثنا میں کٹھمنڈو سے جناب نعیم نوشاد صاحب کا خط ملا جس میں ایک مجوزہ تنظیم کا خاکہ اور دستور ملا، خط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کٹھمنڈو میں ایک میٹنگ رکھی گئی ہے جس میں ایک ملک گیر تنظیم کی تاسیس پر غور

ہوگا۔ چنانچہ میں تنظیم الشبان کے بھائیوں کے مشورے سے اس میں شریک ہوا۔ کٹھمنڈو کے بھوٹے بہال میں جناب محمد نعیم نوشاد صاحب کے کرایہ کے رہائشی مکان میں ایک میٹنگ رکھی گئی تھی۔ تین دنوں تک مسلسل صلاح ومشورہ، غور وخوض اور دستور تنظیم پر گفتگو ہوئی اور بالآخر ۲۶؍جنوری ۱۹۸۵ء کو جماعت کی تشکیل اسلامی یواسنگھ نیپال کے نام سے ہوئی جس کے پہلے صدر جناب نعیم نوشاد صاحب اور سکریٹری جنرل محمد حسین شامو منتخب ہوئے۔

ملک کی دینی وسماجی صورتحال اور مسلم امت کی زبوں حالی کے پیش نظر ایک ایسی جماعت کی تشکیل ضروری تھی جو علاقائی، مسلکی، طبقاتی اور مذہبی تعصّبات سے اوپر اٹھ کر تمام بندگان خدا کو مخاطب کرتی اور اسلام کا حیات بخش پیغام ان تک پہنچاتی۔ چنانچہ ان ہی باتوں کے پیش نظر اسلامی یواسنگھ نیپال کی تشکیل عمل میں آئی۔ مسلم نوجوانوں کی صحیح رہنمائی اور ان کی اسلامی وفکری تربیت اس جماعت کے بانیان کی اولین ترجیح تھی۔ نیپال کے مسلمانوں، نوجوانوں اور خواتین کی اسلامی تربیت اور غیر مسلموں تک دعوت، نیز مسلمانوں کو تعلیمی میدان میں آگے بڑھانا، اس کے اہم مقاصد تھے۔

آپ نے ذکر کیا کہ تأسیسی مجلس میں صرف آٹھ افراد تھے، جبکہ ملک گیر سطح پر کام کرنے کا ارادہ تھا تو مزید باشعور افراد کو اس تأسیسی مجلس میں شرکت کی دعوت کیوں نہیں دی گئی؟

جناب محمد نعیم نوشاد صاحب نے پورے ملک سے تقریباً ۲۰؍منتخب اور ذی شعور علماء ونوجوانوں اور دانشوران حضرات کو دعوت دی تھی مگر اللہ نے جنہیں توفیق دی، وہ شامل ہو سکے اور کام کا بیڑہ اٹھایا۔

اُس وقت جماعتی کاموں کے لیے کیا طریقۂ کار اور پالیسیاں وضع کی گئیں؟

باگمتی، کوشی اور ساگر ماتھا اور بعد میں لمبنی میں زونل نظم قائم کیا گیا۔ پھر علاقائی پیمانے پر مقامی یونٹس بنائی گئیں۔ مرکزی شوری، اور زونل نیز مقامی شوری کا نظم قائم ہوا۔ مرکزی شوری پوری میقات کے لیے پالیسی وضع کرتی جس پر زونل نظم کے ذریعہ عمل پیرا ہوا جاتا۔ ابتداء میں کام کی رفتار نہایت ہی سست روی رہی، وسائل نقل وحمل اور ترسیل رسائل کے مخدوش حالات کے پیش نظر ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنے میں دشواری پیش آتی تھی۔ ٹیلی فون کی سہولیات میسر نہ تھیں۔ خط وکتابت کے لیے ڈاک کا سہارا لیا جاتا تھا جس سے کافی وقت ضائع ہوتا تھا اور کام بہت کم ہو پاتا تھا۔

تمام مسلمانوں کے لیے کام کرنا، تمام دینی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا، تفرقہ بازی سے اجتناب، سیاسی عمل سے دوری البتہ ملکی سیاست کا بنظر غائر جائزہ، اتحاد امت کے لیے منظّم کوشش، تعلیم کو درجۂ اول دینا، علمی وفکری تربیت کرنا ہماری پالیسی کا اہم حصہ تھیں۔

تشکیل جماعت کے بعد کن کن علاقوں میں کام ہوا اور کہاں کہاں زیادہ کامیاں ملیں؟ اور مختلف علاقوں میں کون کون سے قابل ذکر افراد جماعت کا حصہ بنے؟

کوشی کی زمین زیادہ ہموار تھی لوگ پہلے سے ہی تحریک سے آشنا تھے اس لیے وہاں بڑے پیمانے پر لوگ جڑے، نیپال گنج میں اسلامک اسٹوڈینس سرکل قائم تھا جس میں جناب جمیل احمد زرگر، سراج احمد خان، محمد اسلم اور دیگر برادران سرگرم تھے۔ جماعت کی تشکیل کے بعد صدر محترم کا دورہ ہوا اور وہ حضرات اس جماعت میں ضم ہو کر کام کرنے لگے۔

اسلامی سنگھ نیپال، جماعت اسلامی ھند، یاجماعت اسلامی پاکستان، یا جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی شاخ ھے کیا؟ جیسا کہ بعض لوگ کھتے ھیں۔

اسلامی سنگھ نیپال ایک خودمختار اور مستقل جماعت ہے، اس کا کسی بیرونی جماعت سے تعلق جوڑنا بے بنیاد ہے، یہ کسی بھی بیرونی یا اندرونی جماعت کا حصہ نہیں ہے۔ نیپال کے ہی دین پسند افراد اور نوجوانوں نے اس جماعت کو قائم کیا ہے۔ ایک آفاقی دین کا علم بردار ہونے کی وجہ سے دینی کام کرنے والے سارے ہی حضرات اور ساری جماعتوں سے ہمیں محبت ہے اور ہم تمام ہی مکاتب فکر کے علماء کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ملک میں یا ملک سے باہر جہاں بھی دین پسند علماء اور صالح فکر کے حامل افراد ہیں، اصلاح امت کے لیے کوشاں ہیں اور احیائے دین چاہتے ہیں، ایسے تمام اہل اسلام سے ہمارا دینی وایمانی رشتہ ہے۔

مسلم اکثریت والے اضلاع میں کام کرنے کے لیے اورافراد کو جماعت سے جوڑنے کے لیے کیا کوئی خصوصی مھم چلائی گئی اور کس حد تک وھاں کے افراد جماعت سے وابستہ ھوئے؟

دعوت عمومی اور دعوت خصوصی نیز ملاقاتوں کے ذریعہ تمام علاقوں کے سرکردہ علماء سے روابط قائم

کیے گئے اورانہیں جماعت کا تعارف کرایا گیا۔الحمدللہ باشعور افراد کسی نہ کسی نوعیت سے جڑ رہے ہیں، اور دن بہ دن جماعت وسعت اور استحکام کی طرف بڑھ رہی ہے۔

اسلامی یوا سنگھ نیپال نام کیوں تجویز کیا گیاتھا اور اس نام کے انتخاب میں کیا باتیں پیش نظر تھیں؟

جس وقت کام شروع کیا گیا تھا اس وقت یہی بات پیش نظر تھی کہ مستقبل بعید کو سامنے رکھیں اور طلبہ ونو جوانوں میں کام کریں، اسلام کا مطالعہ کرائیں، عبادات سے جوڑیں، اخلاقی قدریں فروغ دیں، اسلامی شعور پختہ کریں تو ان شاءاللہ نیپالی سماج میں صالح تبدیلی آئے گی۔ چار پانچ سالوں کے تجربات اور سرگرمیوں کے نتیجہ میں غور وخوض کیا گیا کہ ملک میں مدارس کی تعداد بہت کم ہے، سب کے سب مکاتب کی شکل میں ہیں، بڑے تعلیمی ادارے پورے ملک میں پانچ دس بھی نہیں ہیں، اور اسکول وکالج میں مسلم طلبہ کی تعداد صفر کے برابر ہے، اس لیے اگر ملک میں کام کرنا ہے تو طلبہ ونو جوان کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کو بھی ہدف بنایا جائے اور بالخصوص تعلیم یافتہ افراد تک پہنچا جائے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہی کہ مسلم سماج کی جو خرابیاں ہیں، شرک والحاد، جہالت، رسوم ورواج، بدعات وخرافات، دعوت وشہادت حق سے غفلت، بے دینی وبے حیائی، جاہلی خاندان، جبر وظلم اور کسب حرام وغیرہ یہ سب برائیاں سماج میں رچ بس گئی ہیں جو صرف نو جوانوں سے دور نہیں ہوں گی اگر واقعی تبدیلی چاہتے ہیں تو سماج کے بڑے لوگوں کی جماعت بنانی ہوگی اور ان کو تیار کرنا ہوگا اور پوری قوت کے ساتھ کام کرنا ہوگا، ان ہی باتوں کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ لیا گیا کہ نام میں وسعت لائی جائے اور اسلامی سنگھ نیپال نام طے کیا جائے۔

اس وقت نیپال میں مسلمانوں کی صورت حال کیسی تھی؟ اخلاقی ودینی، تعلیمی ومعاشی اعتبار سے اور سیاسی وسماجی اعتبار سے مسلمان کیسے تھے؟

ظاہر ہے اِس وقت بھی مسلمان اس ملک میں ہر میدان میں پیچھے ہیں، تو غور کیجئے آج سے ۳۲ رسال قبل مسلمانوں کی کیا صورت حال رہی ہوگی؟ مسلم سوسائٹی تعلیم اور معاش میں سب سے پیچھے تھی۔ سیاسی طور پر بھی کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ ایک دوسرے کے احوال سے بھی ناواقفیت تھی۔ مسلمان خود ملک کے دوسرے مسلمانوں کو نہیں جانتے تھے۔ دو تین بڑے مدارس کے علاوہ کوئی قابل ذکر مدرسہ نہ تھا۔

ملک میں جو بڑے علماء یا مذہبی شخصیات تھیں، ان سے آپ لوگوں کے تعلقات کیسے تھے؟اور انہوں نے کس حد تک جماعت کا ساتھ دیا؟

تمام سرکردہ علماء تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا، ان سے تعاون واشتراک کی درخواست کی گئی، بہت سے حضرات نے اسے اپنے دل کی آواز گردانا اور شامل ہوگئے ۔مگر اکثریت نے پہلو تہی کی ۔ اسلامی سنگھ نیپال اسلام کا جوحرکی تصور پیش کرتی ہے کہ اسلام دنیا کی ہمہ جہت رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکتا ہے ، اسلام غالب ہوکر رہنے والا دین ہے، مغلوبیت اس کی فطرت سے میل نہیں کھاتی ہے، مغلوب رہ کر اسلام کے جملہ تعلیمات پر عمل کرنا ناممکن ہے، محکومی کے زمانہ میں اسلامی نظام کی خوبیوں اور اسلام کے کمال کو سمجھا نہیں جاسکتا ہے، اسلام سیاسی، تعلیمی، معاشی اور سماجی طور پر دنیا میں آج بھی اہم کردار ادا کرسکتا ہے ۔موجودہ عالمی بگاڑ، کرپشن، استحصال، ظلم وجبر، بدامنی اور فحاشی کا واحد حل اسلام ہے۔ دنیا میں آج بھی حق وباطل کا تصادم جاری ہے اس لیے ہمیں لازماً حق کی حمایت میں آگے آنا ہوگا اور دین حق کی سرفرازی کے لیے اجتماعی مشن میں اپنی ہر ممکن خدمات پیش کرنی ہوں گی۔ ان تصورات سے اکثر لوگ متفق نظر نہیں آتے ہیں جس کی وجہ سے تمام علماء اس جماعت کا حصہ نہیں بن سکے۔

عوام میں ایک تصور رائج ھے کہ اسلامی سنگھ نیپال کے پاس کوئی نیا تصور دین ھے ۔کیا اس بات کی وضاحت کرنا پسند کریں گے؟ اب تک جماعت کی عمر تیس سال سے زائد ہوچکی ھے، جتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو اس جماعت سے جڑنا چاھیے وہ نہیں جڑے، اس کے حقیقی اسباب کیا ھیں؟ کھیں ایسا تو نہیں کہ جماعت عوام کی نفسیات کے مطابق حکمت عملی نہیں بنا سکی؟

قرآن وحدیث میں جو تصور دین ہے، وہی اسلامی سنگھ نیپال کا تصور دین ہے، جماعت، اللہ کو خالق، مالک، مدبر، رازق، رب، معبود حقیقی، حاکم اور ان تمام صفات سے متصف مانتی ہے جو قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔ اللہ مستوی علی العرش ہے جس کی کرسی آسمانوں سے زمین اور تحت الثری تک وسیع ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ﷺ ہیں، جو قرآن مجید کے حقیقی شارح اور بلاشرط مطاع ہیں۔ آپ ﷺ نے حاکم حقیقی کی حکومت عملی طور پر دنیا میں قائم کی جس سے باشندگان دنیا اصل

سعادتوں سے ہمکنار ہوئے۔اب رہتی دنیا تک دنیا کے سارے انسانوں کی حقیقی سعادت اور دنیوی واخروی فلاح صرف اورصرف قرآن وسنت کی حقیقی پیروی میں مضمر ہے۔جماعت نےتعلیم یافتہ حضرات پر زیادہ توجہ صرف کی، کیونکہ یہی لوگ عوام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور ساتھ میں عوامی اجتماعات کے ذریعہ اصلاحات اورتعلیم کا صور پھونکا،جس کے مثبت اثرات الحمدللہ مرتب ہوئے، دین کا صحیح تصور،تعلیم کی ضرورت اور مسلم امت کا مقصد حقیقی نیز اتحادواتفاق پر زور دیا،چنانچہ یہ جماعت عوامی سطحوں پر بھی مقبول ہوئی،اگر چہ ہم بڑے پیانے پر کامیاب نہ ہوسکے۔پھر بھی ہم عوامی طور پر ایک قابل قدر اور قابل بھروسہ جماعت بن کر ابھرے ہیں۔ فلله الحمد

دیگر دینی جماعتوں کے مقابلہ میں اسلامی سنگھ نیپال کو آپ کن پہلؤوں سے ممتاز اور بہتر سمجھتے ہیں ؟ اور کن خوبیوں کی بنیاد پر عوام کو اس جماعت کا حصہ بننا چاہیے ؟

اسلامی سنگھ نیپال آدھا پونا دین یا دین کے کسی خاص حصے کو لے کر نہیں چل رہی ہے۔یہ دین کے ایک جامع تصور کے ساتھ کام کر رہی ہے،یہ دین انسانوں کی ذاتی زندگیوں سے لے کر خاندان،سماج اور ملک کے سارے ہی طبقات کے لیے اپنا پیغام رکھتا ہے۔انسانی زندگی کوایک ہی اکائی سمجھتا ہے، زندگیوں کومختلف خانوں میں تقسیم کرنے کا قائل نہیں ہے،مسجد ومحراب سے لے کر بازاروں،عوامی مقامات،تجارت کے مراکز،تعلیم گاہوں،عدالتوں،کوٹ کچہریوں اور پارلیمنٹ اورمیدان جنگ تک کو اپنے لازوال پیغامات کا ہدف بناتا ہے۔اللہ کے بندوں کوصرف اللہ کے آگے جھکاتا ہے۔اس میں فرد کا تزکیہ،معاشرہ کی اصلاح اور ہم وطنوں کو پیغام خداوندی سے روشناس کرانے کا اہتمام بدرجہ اتم ہوتا ہے۔اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانان نیپال کواس جماعت کی قدر کرنی چاہیےاوراس میں شامل ہوکر دین کی ہمہ جہت خدمت کرنی چاہیے۔

اسلامی سنگھ نیپال کا ملک کی دیگر دینی جماعتوں اور دیگر مکاتب فکر کے علمائے کرام کے ساتھ باہمی تعاون اور اشتراک عمل کے سلسلہ میں کیسے روابط رہے ہیں اور کن کن میدانوں میں جماعت نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا ہے ؟

تمام ہی مکاتب فکراور جماعتوں سے تعاونواعلی البر والتقوی کی بنیاد پرتعاون جاری ہے۔الحمدللہ

اصول دین میں ہمارے درمیان اختلافات نہیں ہیں، البتہ فروعی مسائل میں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں، لہٰذا مختلف فیہ امور میں ہم ایک دوسرے کو معذور سمجھیں اور مشترک امور میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون جاری رکھیں، یہی اسلامی سنگھ نیپال کی پالیسی ہے۔ غیر مسلم بھائیوں تک دین پہنچانے، مسلم بچوں اور بچیوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے، ملک میں درپیش ملی امور کے حل کرنے، مدارس کی ترقی، مساجد کا تحفظ، مسلمانوں کے سیاسی ومعاشی نیز تعلیمی حقوق کے تحفظ کے میدانوں میں ہم ایک دوسرے کا تعاون کرسکتے ہیں اور عملاً کر بھی رہے ہیں۔ اسلامی سنگھ نیپال نے، جب بھی مسلم امت کے وجود اور اس سے متعلق دیگر امور کا معاملہ درپیش ہوا تو، بلا امتیاز تمام ہی مکاتب فکر اور تمام ہی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے، جس میں بہت حد تک کامیابی بھی ملی۔ یہی جذبہ اگر ساری جماعتوں میں ہو تو اس سے تعلقات بھی استوار ہوں گے اور مسلمانوں کے لیے ہم متحد ہو کر کچھ کام بھی کرسکیں گے۔

اسلامی سنگھ نیپال نے مسلمانوں کے مسائل اور دیگر ملی امور کے لیے اس ملک میں کیا کیا خدمات انجام دی ہیں؟

۲۰۴۷ بکرمی سال میں بننے والے ملکی دستور میں مسلمانوں کے حقوق درج کیے جائیں، اس کے لیے اسلامی سنگھ نیپال نے بارہ یا تیرہ انچل سے مسلم نمائندوں کو جمع کیا تھا اور نیپالی جامع مسجد کے امام جناب مولانا حیات حسین ندوی مرحوم کی قیادت میں دستور ساز اسمبلی کے بشمول تمام ہی سرکردہ سیاسی لیڈران سے ملاقات کرکے میمورنڈم پیش کیا گیا تھا۔

۲۰۶۰ بکرمی سال میں عراق میں ۱۲ر نیپالیوں کے بہیمانہ قتل کے بعد مدارس ومساجد اور مسلم گھروں پر جو حملے ہوئے تھے، اس کے بعد بھی اسلامی سنگھ نیپال نے ملکی سطح پر علماء اور دانشوروں کو بلایا تھا اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے نیشنل مسلم فورم کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ الحمد للہ اس فورم نے نہایت ہی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ملکی سطح کی کانفرنس کٹھمنڈو میں بلاکر تمام سیاسی رہنماؤں تک مسلمانوں کی آواز پہنچائی گئی۔ ۱۴ر نکاتی مطالبات پیش کیے گئے اور دستور میں مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت اور مسلمانوں کی علاحدہ شناخت کا مطالبہ کیا گیا۔

مدارس کو درپیش مسائل کو لے کر کم از کم ۵ر ملک گیر سطح کے سیمینار منعقد کیے گئے جن میں ہر مکتب فکر کے علماء کو مدعو کیا گیا اور متفقہ طور پر قراردادیں منظور کی گئیں جنہیں حکومت کے ارباب حل وعقد تک پہنچایا گیا۔

ملک کے موجودہ دستور میں مسلم حقوق کی ضمانت کے لیے تمام ہی مسلم اور غیر مسلم جماعتوں سے

رابطہ کیا گیا اور متحدہ پلیٹ فارم بنا کر آواز بلند کی گئی، مسلم ممبران اسمبلی سے رابطہ کیا گیا، انہیں مسلمانوں کے حقوق کے لیے آواز اٹھانے پر آمادہ کیا گیا اور پارلیمنٹ میں اس کی وکالت کی درخواست کی گئی۔ بہرحال تمام مسلمانوں اور مسلم ممبران کی متحدہ کوششوں سے موجودہ دستور میں مسلمانوں کی علحدہ شناخت قائم ہوئی ہے اور بہت سے حقوق درج کیے گئے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں نے بھی مسلمانوں کے لیے نرم گوشہ اختیار کیا ہے، البتہ ابھی بھی مسلمانوں کو بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے، جن کے لیے ہم سب کو مل کر ہی کوشش کرنی ہوگی۔

مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ تعلیمی میدان میں پیچھے ہیں، ملت کی تعلیمی صورتحال کو بلند کرنے کے لیے ملک کے طول وعرض میں جماعت کی کیا کوششیں رہی ہیں؟

اسلامی سنگھ نیپال نے اپنی تشکیل کے اولین ایام ہی میں تعلیم وتربیت پر زور دیا اور طلبہ وطالبات سے رابطہ قائم کر کے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی گئی، انہیں رہنمائی فراہم کی گئی، مالی تعاون فراہم کیا گیا، ان کی دینی واخلاقی تربیت کے لیے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کیے گئے، مدارس کے دورے کیے گئے، ٹیچرس ٹریننگ کا اہتمام کیا گیا، الحراء ایجوکیشنل سوسائٹی نیپال کے نام سے علحدہ ایک سوسائٹی رجسٹرڈ کرائی گئی جس کے تحت فی الحال ۱۲/مدارس واسکول چل رہے ہیں۔ جن میں ہزاروں طلبہ وطالبات زیور علم سے آراستہ ہو رہے ہیں، بچیوں کی تعلیم پر عوام کو ابھارا گیا جس کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں نے جامعات ہند سے سند فضیلت حاصل کی۔ اور خود الحراء کی نگرانی میں طالبات کے دو ادارے چل رہے ہیں۔ نیپال میں تعلیم کے میدان میں جو بیداری آئی ہے، اس میں اسلامی سنگھ نیپال کی کوششوں کا حصہ پچاس فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ الحمدللہ

جماعت کا کام اس وقت کن کن اضلاع اور علاقے میں ہو رہا ہے اور مسلم سماج کے کس طبقہ نے جماعت کا زیادہ ساتھ دیا ہے؟

وادی کٹھمنڈو کے علاوہ کوشی، میچی، ساگرماتھا، نارائنی، گنڈکی، لمبنی اور بھیری میں جماعت کا کام باقاعدہ طور پر ہو رہا ہے۔ باقی علاقوں میں کام کی کوششیں ہو رہی ہیں، جماعت سے جڑنے والے ہر طبقہ کے لوگ ہیں، کسان، مزدور، علماء، دانشوران نیز عصری علوم سے مزین ہر طبقہ کے افراد جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

ضلع سنسری میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علمائے کرام کی تعداد بھی بہت ہے ، اس خطہ میں جماعت کا کام کیسا ہے ؟ اور آپ کس حد تک ان کاموں سے مطمئن ہیں؟

ضلع سنسری میں جماعت کا کام زیادہ ہے، ابتداء ہی سے یہاں لوگ جماعت سے جڑے کیوں کہ اس فکر سے لوگ پہلے سے ہی آشنا تھے البتہ جس حد تک نفوذ حاصل ہونا تھا اس میں ابھی بھی کمی ہے۔

جماعت کے رکن تأسیسی کی حیثیت سے ، نیز یہ کہ آپ متعدد بار امیر جماعت بھی رہ چکے ہیں ، اپنے علم وتجربات کی روشنی میں احباب جماعت کو کیا مشورے اور تجاویز دینا پسند کریں گے ؟

احباب جماعت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ ہم نے بہت ہی سوچ سمجھ کر اس جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ہم نے اللہ کے سامنے اور جماعت کے سامنے یہ معاہدہ کیا ہے کہ ہم ہر ممکن طریقے سے جماعت کے نصب العین کے حصول میں اپنا تعاون پیش کریں گے، ہر طرح کی تکلیف برداشت کریں گے،مگر جماعتی کاموں میں کوئی کمی نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ یہ بات ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں اور جماعت کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کریں۔

اس جماعت کا طرہ امتیاز قرآن وسنت میں مہارت حاصل کر کے اس سے رہنمائی حاصل کرنی ہے۔اس لیے ہم قرآن مجید اور علوم حدیث پر توجہ دیں، لٹریچر کا مطالعہ کریں، ممکن ہو تو خود کتابیں تصنیف کریں اور اپنی فکر کو عام انسانوں تک پہنچائیں، تمام علماء کی قدر کریں، ان سے ہر ممکن طریقے سے استفادہ کریں، سماج میں انتشار کے موجب نہ بنیں بلکہ اتحاد واتفاق کے پیامبر بنیں اور اپنے اخلاق وکردار کو بلند کریں کیونکہ اسلام اخلاقی بلندی ہی سے پھیلتا ہے۔اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ندیم کی یاد میں

امتیاز وحید، شعبۂ اردو، کلکتہ یونیورسٹی

08583870891/ ijnuwaheed@gmail.com

مرحوم ندیم احمد فلاحی میرا ہم سبق اور ہمارے بیچ (۱۹۸۶۔۱۹۹۰) کے سبھی احباب کا پیارا اور عزیز ساتھی تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب فلاح ایک پُرعزم تحریکی ادارہ ہوا کرتا تھا۔ گو کہ اس کی حیثیت ہنوز تحریکی ہے لیکن ادھر ڈھائی دہائیوں میں فلاح کے حالات و واقعات میں جس سرعت سے تبدیلی آئی ہے اور وقتاً فوقتاً جو خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں، اس کی روشنی میں فلاح کو اس کے دیرینہ عزائم کے سیاق میں دیکھنے میں تردد ہونے لگا ہے۔ ہم فلاح کے روشن عہد کے پروردہ ہیں۔ اخوت، تحریکی سرگرمیوں سے لبریز فضا، نگراں حضرات کا چاق و چوبند نظام، تعلیم و تدریس سے ایمان کی حد تک طلبہ و اساتذہ کا لگاؤ، سینئر طلبہ کی شفقت اور رہنمائی، ان کی علمی معاونت، وقت اور نظم و ضبط کی پابندی، فلاح کے چاروں طبق روشن تھے۔ آج جب کافی دور بیٹھے فلاح کے اس نظام کا خیال دل میں گزرتا ہے، تو دل احسان اور عقیدت کے جذبے سے بھر جاتا ہے۔ یہ اس لیے بھی کہ ہم دہقانی طلبہ اس وقت نہ جانے کس جنگل سے پکڑ کر لائے گئے تھے کہ ہماری کوئی کل سیدھی نہیں تھی۔ اونٹ میں اور ہم میں بس اتنا فرق تھا کہ ہم اونٹ نہیں دِکھتے تھے تاہم ہماری گھٹی میں اونٹ کی فطرت اور اَدا نے گھر کر لیا تھا، نگراں اور خود دوست احباب پریشان رہتے کہ نہ جانے کس کروٹ بیٹھے گا۔ یہ باتیں جتنی میرے تعلق سے درست ہیں اتنی ہی ندیم، مبین، نسیم (ہزاری باغ)، رئیس کامل، سمیع اللہ (کوہنڈا)، سہیل احسن (معروف پور)، سید اسعد علی (راجستھان) اور دیگر دوستوں کے تعلق سے درست ہیں۔ نظامِ فلاح کی خوبیوں کو ہم اس لیے بھی یاد کرتے ہیں کہ اس کے طفیل ہمیں آدمی سے انسان بننا میسر ہوا اور وہ بھی غیر شعوری طور پر اس طرح کہ ہمارے ہاتھ میں عالمیت کی سند تھما دی گئی اور ہم اگلی منزل کی طرف چل پڑے۔

بات تمہید سے تشبیب تک پہنچ گئی۔ حسنِ طلب اور معاملہ بندی سے گریز کرتے ہوئے ہم اصل نکتے پر آتے ہیں۔ ہمارا ممدوح 'ندیم احمد' جسمانی طور پر مستعد اور پھرتیلا نوجوان تھا، رنگ سانولا اور قد

میانہ تھا، پڑھائی لکھائی میں اس کی طبیعت کا عالم بس واجبی ہی رہا۔کھیل کود، شرارت، ہنسا ہنسانا اور دوستوں کی زعفران زار محفلوں کا شریک، ندیم احمد ہمیشہ سرگرم اور متحرک دیکھا جاتا تھا۔اس کی طبیعت میں ایک عجب طرح کی بے قراری اور بے چینی تھی۔نہ خود سکون سے بیٹھ سکتا تھا اور نہ دوستوں کو سکون سے بیٹھا دیکھ سکتا تھا۔وہ ٹھہرے ہوئے پانی میں کنکریاں مار کر اسے متحرک دیکھنے کا خوگر تھا۔وہ سکوت کا دشمن اور کشاکش حیات کا والہ و دلدادہ تھا۔ ہمارے بعض احباب جب حد سے زیادہ مولویت اوڑھتے تو انھیں ندیم حدِ اعتدال میں لانا اپنا فرض سمجھتا تھا۔اگر چھیڑنے کا موقع ہاتھ نہ آئے تو کم از کم سلام ہی اس ادا سے کرتا کہ مخاطب محتاط ہو جاتا تھا۔درجے میں درس کے دوران میں نگاہیں بظاہر کتاب پر مرکوز ہوتیں مگر آس پڑوس کے علاوہ وسیع کمرے میں دور بیٹھے ساتھیوں کو بھی وہ اپنی موجودگی کے احساس تلے گرفتار رکھتا تھا۔اس میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور تھی کہ ہم اس میں اور وہ ہم میں مل کر باہم شیر وشکر ہو گئے تھے۔

ندیم کی طبیعت کے شوخ رنگ میں جتنی دلبری تھی اتنے ہی شرارے اس کے تندیِ مزاج میں بھی بھرے ہوئے تھے۔اس کی شریعت کا پہلا ورق ہی دوستی اور محبت سے عبارت تھا تاہم بدکنے اور خفا ہونے کی صورت میں اپنی کتابِ شریعت کے دوسرے صفحات پلٹنے میں اسے ذرا بھی دیر نہ لگتی، جن پر واضح لفظوں میں 'خبردار!' لکھا ہوتا تھا۔خفگی کی لہر دل میں اٹھتے تو میاں ندیم کے مضبوط اعضاء اپنے فریضے کی ادائیگی کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔دوست احباب ندیم کے مزاج اور اس کی شریعت سے بخوبی آشنا تھے۔جبھی تو احباب اس کی خفگی سے ایسے دامن بچاتے تھے جیسے آتش پرست آگ سے بچتے ہیں۔

درجے کے تمام امور میں ندیم احمد کی موجودگی لازمی سمجھی جاتی تھی، مطبخ کی باری اور اس کے نظم وانصرام میں بھی وہ ہمیشہ ذمہ دارانہ فعالیت کا مظاہرہ کرتا دکھائی دیتا تھا۔ بلکہ درست بات تو یہ ہے کہ کسی پروگرام میں اس کی موجودگی عموماً انتظام وانصرام کی جملہ دشواریوں سے ہمیں ہمیشہ بے نیاز رکھتی تھی۔ندیم احمد اقامتی زندگی کے سبھی منظرنامے پر چھایا رہتا اور اپنی تعریف پر ایک عجیب دوستانہ ہنسی سے رفیقوں کو گرویدہ بنالیتا تھا۔

تعلیمی محاذ پر مثالی کارکردگی کے حامل افراد کی فراہمی، درس گاہوں کا ایک ہدف ہے تاہم ایک حساس، باضمیر، ہمدرد اور ذمہ دار انسان شہری بنانا، افراد ساز ادارے کا مطلوبہ ہدف ہوتا ہے۔اپنے اس عمل میں فلاح کو مثالی کردار کے حامل ادارے کی حیثیت سے دیکھا جانا چاہیے۔ندیم احمد جیسا فرد فلاح کی اسی مثالیت کا زائدہ تھا۔آج کے پیشہ ورانہ اور مادیت بردار دانش گاہوں کے درمیان فلاح جیسے دینی اداروں کے پاس روحانی جذبے کی جو طاقت ہے، اس سے وہاں سے فیض یافتگان عہد و پیمان باندھتے ہیں اور میں اپنے پیارے ندیم احمد کو ہوا و ہوس سے پاک ایک پاکیزہ طبیعت کے حامل انسان کی حیثیت سے دیکھتا ہوں۔

ندیم احمد والی بال کا شیدائی تھا۔فلاح میں جب تک رہا، والی بال اس کی کمزوری رہی، فلاح سے فراغت کے بعد بھی وہ والی بال سے وابستہ رہا۔ وہ سنٹر سے کھیلنے والا ایک اچھا 'ڈفنسر کھلاڑی' تھا۔ مختلف مقابلوں میں اس کی موجودگی سے رزمگاہ میں گرمی رہتی تھی۔ مقابلہ جب کانٹے کا ہوتو ندیم احمد کے تشجیعی جملے —''یہ لو بیٹا!ہاں، دیکھ بابو!ہئی لے جواب!'' ماحول کی گرمی میں اضافے کا باعث ہوتے تھے، مقامی زبان میں ادا کیے گئے جملوں کا لطف ہی کچھ اور ہوا کرتا تھا۔ اشاروں کنایوں میں ہم بعد میں بھی اس کی یاد تازہ کرتے رہتے تھے اور بدلے میں ندیم کی ادائے دلبری کا نظارہ کرتے اور ظرافت حسنہ سے لبالب اس کی صلواتیں سنتے تھے۔ زندگی سے بھرپور اس کی ادا اور اچھل کود کا میں عینی شاہد ہوں۔

ندیم کا تعلق بمہور، اعظم گڑھ کے ایک علمی خانوادے سے تھا۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس کے خاندانی دادا ہوتے تھے۔ وہ اپنی طبیعت میں بہتا جوگی تھا۔ غم سے بے نیاز خاصا شاداب اور ہنسوڑ انسان۔ فلاح سے فراغت کے بعد ندیم علی گڑھ میں بھی میرا ہم سبق رہا۔ علی گڑھ کے بعد ہم عملی زندگی کی مختلف راہوں میں گم ہوتے چلے گئے، میں نے دہلی کا رخ کیا اور ندیم نے عروس البلاد ممبئی کا دامن تھاما۔ اس کے بعد پھر کبھی اس کی صورت نہیں دیکھی، اس دوران میں، اس کی شادی کی اطلاع بھی ملی۔ ممبئی میں ندیم نے ٹیکسی کا کاروبار کیا۔ کرایے پر ٹیکسی چلواتا تھا، پھر کسی نے بتایا کہ اس نے مبارک پور میں گارمنٹس کی دکان کرلی ہے۔ معاشی تونمندی یہاں بھی نصیب نہ ہوئی تو، اس نے سعودی عرب کا رخ کیا۔ یہ مجی ندیم احمد کا آخری سفر تھا۔ سیمنٹ کی شیڈ پر پانو رکھا اور شیڈ کے ساتھ نیچے آگرا، سر میں چوٹ موت کا سبب بنی۔ اس کی اطلاع محبی شمشاد حسین فلاحی نے بذریعہ فون دی اور پھر یہ یقین کرنا مشکل ہوگیا کہ بھرپور زندگی جینے والا، ایسا زندہ انسان محض اتنی کم عمری میں اچانک اپنی رخصتی کا قصد بھلا کیوں کرسکتا ہے۔ ندیم ہمارا بلکہ ہم سبھی ساتھیوں کا یارِ دل دار اور غم خوار تھا۔ اس کی ذات میں بے شمار خوبیاں اور شوخیاں تھیں، وہ ہمارے غم سے نڈھال اور ہماری خوشیوں سے چہک اٹھتا تھا۔ ایسا مجلسی دوست ہمیں غم کی سوغات دے کر چلا گیا۔ اہلِ خانہ پر نہ جانے کیا بیتی ہوگی، ہم پر تو اس کی موت بہت شاق گزری ہے۔ ندیم! تم تو کبھی اتنی عجلت میں نہیں دیکھے گئے، پھر جانے میں اتنی عجلت کیوں مچادی۔ ؎

ہاں، اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور؟

●●

نایاب خطوط

ذیل میں سابق مدیر دعوت جناب محمد مسلم صاحب رحمہ اللہ کا ایک اہم خط بنام جناب مولانا شفیق عالم فلاحی صاحب (رانچی) شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ادارہ جناب مولانا شفیق عالم فلاحی صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ موصوف نے یہ خط ادارہ حیات نو کو بغرض اشاعت ارسال کیا، فجزاہ اللہ خیرا۔ توفیق خداوندی شامل حال رہی تو اس کالم کے تحت آئندہ بھی اہم اور نایاب خطوط کی اشاعت کا اہتمام کیا جاتا رہے گا۔ **(مدیر)**

بسم اللہ

عزیزم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ۴/ اکتوبر کا کارڈ باہر سے واپسی پر کل میری نظر سے گزرا۔ آپ کو آپ کے محترم استاذ نے صحیح مشورہ دیا کہ آپ عربی مضامین کا ترجمہ کرتے رہا کریں۔ اپنے استاذ کے مشورے سے اور ہوسکے تو مولانا جلیل احسن صاحب مدظلہ سے انتخاب کرا کے آپ ترجمہ کرتے رہیں اور یہاں مولانا سلمان ندوی صاحب کے نام بھیج دیا کریں۔ میں نے آپ کا خط مولانا سلمان صاحب کو دے دیا ہے۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ وہ دعوت میں عربی اخبارات کے سیکشن کے انچارج ہیں۔ مولانا سلمان صاحب سے بھی آپ خط و کتابت رکھیں۔ وہ بھی ان شاءاللہ آپ کو صحیح مشورہ اور ہدایتوں سے نوازتے رہیں گے۔

خدا آپ کی صلاحیتوں کو اجاگر فرمائے۔

والسلام

دعا گو

محمد مسلم

روزنامہ دعوت، دہلی

۲۴/۱۰/۱۹۶۹ء

نعت پاک

گلہائے ثنا دامن تخئیل میں بھر جا
دل طیر! چمن زارِ عقیدت میں اتر جا
ٹلتی ہے کہیں یوں بھی حضوری کی گزارش
جا! حرف دعا اب کے پئے اذنِ سفر جا
اے بادِ رسا! پاؤں دھڑک اٹھتے ہیں جس پہ
مجھ کو بھی لیے ساتھ اسی پاک ڈگر جا
جا نا نہ پڑے چھوڑ کے دربارِ مدینہ
دل میرے! کوئی ایسا بہانہ ہو تو کر جا
ہوتی رہے یوں ہی درِ انور کی زیارت
اے ساعتِ دوراں اسی حالت میں ٹھہر جا
سینے میں ہو قندیلیں اطاعت کی فروزاں
دامن میں لیے اسوہِ احمد کے گہر جا
اب نسبتیں قائم ہیں مری حبِ نبی سے
جا! خواہش دنیا! تجھے جاناہے جدھر، جا
جس بزم میں ہوتے ہیں بصد عجز، ملائک
اس بزم میں با دیدہِ تر، خاک بہ سر جا
سانسوں میں مرے گھل گئیں طیبہ کی ہوائیں
اب شوق سے اے نبض تو چلنے سے مکر جا

ارشد جمال صارم،مالیگاؤں

غزل

آسیب سا جیسے مرے اعصاب سے نکلا
یہ کون دبے پاؤں مرے خواب سے نکلا
سینے میں دبی چیخ بدن توڑ کے نکلی
یادوں کا دھواں روح کے محراب سے نکلا
جب جال سمیٹا ہے مچھیرے نے علی الصّبح
ٹوٹا ہوا اک چاند بھی تالاب سے نکلا
مٹّھی میں چھپائے ہوئے کچھ عکس، کئی راز
میں اس کی کہانی کے ہراک باب سے نکلا
آواز مجھے دینے لگی تھی مری مٹّی
میں خود کو سمیٹے ہوئے مہتاب سے نکلا
جمنے لگی جب پیاس ہواؤں کے لبوں پر
دریا کا لہو وادیٔ بے آب سے نکلا
کچھ تہمت ودشنام، شکایات وسوالات
کیا کچھ نہ میاں حلقۂ احباب سے نکلا

عزیز نبیلؔ،قطر

تعارف وتبصرہ

ندائے صبح

مصنف: عبدالحمید جاسم البلالی

مترجم: مفتی محمد ارشد فاروقی

قیمت: ۶۰/روپے

صفحات: ۱۶۸

سن اشاعت: مارچ۲۰۱۶ء

ناشر: نیو کریسنٹ پبلشنگ کمپنی، دہلی ۱۱۰۰۰۶

مبصر: محمد اسعد فلاحی، مرکز جماعت اسلامی ہند

زیرنظر کتاب ’ندائے تربیت‘ دراصل شیخ عبدالحمید جاسم البلالی کی عربی کتاب ’تأملات بعد الفجر‘ کا اردو ترجمہ ہے۔ زیرنظر کتاب باضابطہ کوئی تصنیف نہیں ہے، بلکہ ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو مصنف نے امریکہ میں قیام کے دوران (اگست ۱۹۸۹ء تا اگست ۱۹۹۱ء) نماز فجر کے بعد دو سال تک جستہ جستہ قلم بند کیے تھے۔

اندازِ بیاں بہت سادہ، دلچسپ اور پرکشش ہے۔ مصنف نے تربیتی نقطۂ نظر سے قرآنی آیات، احادیث نبوی، اقوال صحابہ کرامؓ اور افادات علماء کو بھی بطور عبرت ونصیحت درج کیا ہے، جس نے مجموعہ کو اور زیادہ بارونق بنادیا ہے۔

کتاب میں چھوٹے چھوٹے ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) مضامین وواقعات شامل ہیں۔ واقعات کو بہت اختصار اور جامعیت کے ساتھ نقل کیا ہے اور ہر ایک واقعہ کو نہایت مؤثر اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔ مضامین میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے، بلکہ موتیوں کے مانند بکھرے ہوئے ہیں، جس میں،

مثلاً دعوت،علم النفس، اخلاق، ادب، تاریخ، سیاست اور بطور خاص دعوتی سرگرمیوں کے دوران پیش آنے واقعات شامل ہیں۔

مطالعہ کے دوران اس کتاب کی ایک خوبی نمایاں طور سے یہ محسوس ہوتی ہے کہ مصنف نے واقعات کو بہت دلفریب انداز میں نقل کیا ہے اور ہر واقعہ کا خاتمہ اسلامی نظریہ پر کیا ہے۔گویا یہ ایک طرح سے ' **الاسلام ھو الحل** ' کی ترجمانی ہے اوراس نظریہ کو پیش کرنے میں مصنف نے جوطرزعمل اختیار کیا ہے، اس میں وہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

شیخ البلالی عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔موصوف،خطیب وامام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مربی کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔امید ہے کہ موصوف کا یہ 'تربیتی مجموعہ' عوام وخواص کے لیے بہترین تحفہ اور دینی تربیت کا ایک عام فہم اور بہتر ذریعہ ثابت ہوگا اور بڑے پیمانے پر اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ، مصنف،مترجم اور اس میں مددگار،تمام ہی افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حکیم عبد الحمید : حیات و خدمات کے چند گوشے

مصنف: ڈاکٹرضیاءالدین فلاحی

قیمت: ۱۱۳/روپے

صفحات : ۱۹۲

سن اشاعت: ۲۰۱۵ء

ناشر: ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس،نئی دہلی

مبصر: محمد اسعد فلاحی،مرکز جماعت اسلامی ہند

دنیا میں ہر روز نہ جانے کتنے لوگ پیدا ہوتے ہیں اور کتنے اسے خیرآباد کہہ جاتے ہیں،لیکن ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو انسانی زندگی پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں،جن کی بدولت وہ ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ایسی عظیم شخصیات اللہ کی نصرت اور اپنی صلاحیت کی بنا پر دینی

وسماجی، تہذیبی وعملی، اقتصادی اور سیاسی دھاروں کو موڑ دینے کا کام کرتی ہیں۔ حکیم عبدالحمید بھی ان تاریخ ساز شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کی صلاحیت وعمل کی بنا پر مسلمانان ہند کی تاریخ کے زریں صفحات میں ان کا نام روشن ہے۔

حکیم عبدالحمید (۱۹۰۸ء۔۱۹۹۹ء) نے بظاہر طب وتعلیم کے میدانوں میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں، لیکن ان کی شخصیت کا زریں عنوان ان کی ہمہ گیری، فعالیت اور مثالیت ہے۔ وہ بیسوی صدی کے ان ناموران ہند میں سے ہیں جنہیں ان کی زندگی ہی میں مرد کامل، عالم باعمل، ولی، رشی، مدبر زماں، بابائے طب اور مصلح قوم جیسے القابات سے نوازا گیا تھا۔

حکیم صاحب نے اپنی زندگی میں بہت سے عظیم کارنامے انجام دیے، جن میں ہمدرد دواخانہ کی تشکیل نو، جامعہ ہمدرد کا قیام (۱۹۵۶ء)، ہمدرد فاؤنڈیشن (۱۹۶۴ء)، ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی (۱۹۸۱ء)، غالب اکیڈمی (۱۹۶۸ء)، انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر، اسٹڈی سرکل، سینٹر فار فیڈرل اسٹڈیز وغیرہ کا قیام قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سے چھوٹے بڑے اداروں، اسکولوں اور کالجوں کی بنیادیں رکھی ہیں۔

زیر نظر کتاب کو مصنف نے سات (۷) ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے حکیم صاحب کی پیدائش، حصول تعلیم، طبی وتصنیفی خدمات وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

یہ کتاب عوام وخواص دونوں کے لیے مفید معلوم ہوتی ہے۔ بعض جگہ پروف کی غلطیاں رہ گئی ہیں، امید ہے کہ طبع ثانی میں اس کمی کو دور کر دیا جائے گا۔

آپ کے خطوط

ثاقب فلاحی، متحدہ عرب امارات

ماہ جنوری تا مارچ ۲۰۱۸ء کا شمارہ سامنے ہے۔ دورانیے میں تبدیلی کے ساتھ سیرت پر ''محسن انسانیت نمبر'' کے بعد یہ دوسرا شمارہ موصول ہوا۔ نہیں معلوم یہ مستقل فیصلہ ہے، یا وقتی۔

مستقل کالمس کے علاوہ ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی کا مضمون ''ہندو اہل علم کی سیرت نگاری'' خاصا دلچسپ اور اہم مضمون ہے، مضمون نگار مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حوالہ جات کو دیکھو تو اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے بہت ہی محنت اور جدوجہد کے بعد یہ شاندار مضمون تیار کیا ہے۔

مولانا ضمیر الحسن فلاحی کا مضمون ''علامہ اقبالؒ کے تہذیبی افکار'' بھی شاندار ہے، تہذیب کے سلسلے میں ان کے اشعار کے حوالے سے کافی اچھے نکات پیش کیے گئے ہیں۔ راقم کا احساس ہے کہ اس موضوع پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے، اقبال علیہ الرحمہ کے اردو وفارسی اشعار میں تہذیب کے حوالہ سے بہت ہی اعلیٰ قسم کے افکار وخیالات موجود ہیں۔ امید کہ موصوف اس پر توجہ دیں گے اور اس سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل فلاحی کا مضمون ''کتنا اخلاص بھرا رشتہ تھا۔'' اچھا مضمون ہے، مضمون نگار کا انداز تحریر بھی خوب ہے، لیکن اس موضوع پر جس قسم کی تحریر کی حیات نو سے امید کی جانی چاہیے، وہ نہیں مل سکی۔ آزاد اور شبلی پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، ضرورت تھی کہ اس قسم کی سرسری معلومات کے بجائے اور آگے کی گفتگو کی جاتی، آزاد کی فکر پر شبلی کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا، شبلی کے معارف میں آزاد کو تلاش کیا جاتا، وغیرہ وغیرہ۔

اس شمارے میں مدیر صاحب کے اداریہ کے علاوہ ایک مضمون بھی موجود ہے، دینی وسماجی بیداری میں مساجد کے مطلوبہ رول کے حوالہ سے اہم گفتگو ہے، اس کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ مزید کی توفیق دے۔ اللھم زد فزد

جامعہ کے لیل ونہار

مصباح الباری فلاحی، استاذ شعبہ اعلی، جامعۃ الفلاح

تعلیمی وتربیتی رپورٹ جامعۃ الفلاح

تعلیمی سال ۱۸۔۲۰۱۷ء کے اعداد وشمار

	تعداد طلبہ	تعداد طالبات	میزان
مجموعی تعداد	1562	2925	4487
بورڈر	328	330	658
غیر مستطیع	233	115	348
مستطیع	95	215	310
معلمین ومعلمات			148

المكتبة المركزية

کل تعداد کتب: 79380

مستفدین دار المطالعہ کی تعداد: 11948

دار المطالعہ میں طلبہ کی حاضری: 13536

دارلمطالعہ میں اساتذہ کی حاضری: 445

اسٹاک روم میں طلبہ کی حاضری: 763

اور 73 طلبہ نے 262 درسی کتب اور اساتذہ نے 543 مراجع کتب ایشو کرائی ہیں۔ دار المطالعہ اور اسٹاک روم سے 2760 کتب ورسائل جاری کرائے گئے۔

اعداد وشمار ڈپارٹمنٹل لائبریری

نمبر شمار	شعبہ جات	کل تعداد کتب	اضافہ سال رواں
۱۔	المکتبۃ المرکزیۃ	50042	7061
۲۔	لائبریری شعبہ اعلی طلبہ	2284	76
۳۔	لائبریری شعبہ اعلی طالبات	7647	218
۴۔	لائبریری شعبہ ثانوی طلبہ	3201	206
۵۔	لائبریری شعبہ ثانوی طلبات	1837	193
۶۔	لائبریری ابتدائی طلبہ	838	220
۷۔	لائبریری ابتدائی طالبات	847	210
۸۔	لائبریری جمعیۃ الطلبہ	8934	231
۹۔	لائبریری جمعیۃ الطالبات	3750	150

تعلیمی صورت حال کی بہتری کے لیے اختیار کی گئی تدابیر

۱۔طلبہ کی تحریری صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے آغاز سال میں درج ذیل عنوانات پر تحریری مسابقات کا انعقاد کیا گیا جس میں ۳۶ طلبہ اور ۶۲ طالبات نے حصہ لیا۔

فہم قرآن میں عربی زبان وادب کی ضرورت واہمیت برائے طلبہ وطالبات فضیلت

فہم قرآن مجید میں نظم قرآن کا کردار برائے عربی چہارم وپنجم

قرآن مجید کے حقوق برائے عربی سوم

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب برائے عربی اول ودوم

مسدس حالی کے ابتدائی ڈھائی سو اشعار زبانی یاد کرنا برائے ثانوی طلبہ وطالبات۔

۲۔ ہفتہ وار ثقافتی پروگرام درجہ وائز اساتذہ کرام کی رہنمائی میں اور دار الاقامہ میں نگراں کی نگرانی میں پوری پابندی کے ساتھ چل رہے ہیں۔نمبرات سے جوڑ دیے جانے کی بنا پر اس نظام میں کافی بہتری آئی ہے۔

۳۔اسلامی علوم وثقافت اور عصری علوم وافکار سے طلبہ کو واقف کرانے کے لیے ابواللیث ہال میں متعدد علمی خطبات اور تذکیر کا اہتمام کیا گیا۔

۴۔عربی زبان وادب میں تقریری وتحریری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے 'معمل اللغۃ العربیۃ' کا شعبہ قائم ہے۔مولانا رحمت اللہ اثری صاحب،مولانا ذکی الرحمٰن صاحب،مولانا عارف سردار صاحب اور مولانا مصباح الباری صاحب اس شعبہ میں بعد نماز مغرب وعشاء جزوقتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۵۔الحمدللہ تین سال قبل نافذ کیا گیا نصاب بتدریج درجات فضیلت اور عربی سوم تا عربی پنجم تک لاگو کر دیا گیا ہے۔ نئے نصاب کے مطابق عالمیت کے دونوں سالوں اور فضیلت کے سال اول میں قرآن وعلوم قرآن،حدیث وعلوم حدیث،فقہ وعلوم فقہ،عربی زبان وادب مع تاریخ اور انگریزی ادب پر کل اٹھارہ علمی مقالات طلبہ کو لکھنے ہیں۔(واضح رہے کہ عربی اول تا عربی چہارم تک مضمون نگاری کی صلاحیت کو پروان چڑھانے کے لیے ہر سال اردو،عربی،انگریزی اور ہندی میں کم از کم چھ مضمون ہر طالب علم کے لیے لازمی کر دیا گیا ہے۔)

تربیتی صورتحال کی بہتری کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات

بورڈر طلبہ سے متعلق

بحمدللہ مسلسل کوشش کے نتیجے میں تربیتی صورت حال بہت حد تک بہتر ہے۔

نماز،وضع قطع اور لباس وپوشاک کی صورتحال میں قدرے بہتری آئی ہے۔

بعد نماز مغرب وعشاء مطالعہ کی کیفیت بھی بہتر ہوئی ہے۔ان اوقات میں تمام نگراں متعلقہ بورڈنگوں میں موجود رہ کر طلبہ کے مطالعہ کی نگرانی کرتے ہیں۔

طیبہ ہال میں عربی اول و دوم کے کمزور طلبہ کے لیے خصوصی نظم ہے۔دو نگراں مستقل وہاں موجود رہ کر ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ترغیب اور مسلسل تاکید کے نتیجے میں مرکزی لائبریری سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بھی بحمدللہ بڑھی ہے۔دارالمطالعہ میں طلبہ کی نگرانی اور رہنمائی کے لیے ایک نگراں بعد نماز مغرب پابندی سے موجود رہتے ہیں۔

اسٹاک روم سے بھی براہ راست استفادہ کی شکل پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ بعد نماز مغرب وعشاء دو افراد کی نگرانی میں عربی چہارم تا فضیلت کے طلبہ براہ راست استفادہ کر رہے ہیں۔

غیر بورڈر طلبه سے متعلق

اس وقت شعبہ اعلی میں غیر بورڈر طلبہ کی تعداد ۲۳۵ ہے جن کی نگرانی ایک فرد سے متعلق ہے۔ بحمد للہ ان کی تعلیمی وتربیتی صورت حال میں بھی قدرے بہتری آئی ہے۔ ان کے حالات پر مسلسل نگاہ رکھی جارہی ہے۔ عموما یہ کلاس کی پابندی کر رہے ہیں بلاوجہ ناغہ کرنے والے طلبہ کے سرپرستوں سے رابطہ کیا جاتا ہے اوران کوموجودہ حالات سے باخبر کیا جاتا ہے۔

سرپرستوں سے مضبوط رابطے کے نتیجے میں ان کی صورتحال مجموعی طور پر بہتر ہوئی ہے۔ آئندہ منصوبہ بند طریقے سے بشکل وفود سرپرستوں سے بالمشافہ ملاقات بھی پیش نظر ہے۔

صفیه منزل کلیة البنات سے متعلق

صفیہ منزل میں اس وقت طالبات کی تعداد ۴۲۵ ہے۔ جبکہ سال گزشتہ یہ تعداد ۳۴۰ کے قریب تھی۔ ان کی نگرانی کے لیے ۴ ہمہ وقتی اور ۳ جزئی اتالیقات ہیں۔ جن میں سے ایک معاون نگران اعلیٰ برائے صفیہ منزل کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ تجوید وقرأت کی تدریس کے لیے ایک معلّمہ جز وقتی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

امسال نگران اعلی آفس کے ذریعہ صفیہ منزل کے حالات کو کنٹرول کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ وہاں کی اتالیقات کے ساتھ ہفتے دو ہفتے میں میٹنگوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ مختلف قسم کی ضروری ہدایات بھی دی جاتی رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہاں کی صورتحال میں بھی بحمد للہ بہتری آئی ہے۔

بعد نماز مغرب عربی اول و دوم کی طالبات کی خصوصی نگرانی کے لیے دو اتالیقات مقرر ہیں۔ طالبات عموما وقت کا صحیح استعمال کر رہی ہیں۔ بعد نماز مغرب وعشاء ان کے مطالعہ کی صورت حال بھی بہتر ہوئی ہے۔ ان اوقات مین اتالیقات متعلقہ حصوں کی مستقل نگرانی کرتی ہیں۔

جمعیۃ الطالبات کو بھی مضبوط اور منظّم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ثقافتی پروگرام ہر ہفتے بلاناغہ منعقد ہورہا ہے۔

شعبہ تحریر کو بھی خاص طور پر متحرک کیا گیا ہے۔ چنانچہ امسال وہ ماہانہ قلمی رسالہ نکال رہی ہیں۔

نصاب تعلیم سے متعلق تجاویز

۱۔درجہ ہفتم ثانوی میں ہماری پوتھی ششم کو داخل کر دیا جائے۔
۲۔انگریزی و ہندی کو درجہ اول سے داخل کیا جائے۔
۳۔شعبہ اعلی میں ہندی یو پی بورڈ کی رکھی جائے۔
۴۔املاء و رائیٹنگ کی درستگی کے لیے درجہ اول تا سوم رائٹنگ بک (اردو ہندی، انگریزی) رکھی جائے۔
۵۔شعبہ ابتدائی و ثانوی میں بتدریج جامعہ کا اپنا نصاب بنایا جائے جو قدیم و جدید کا سنگم ہو اور جدید ماہرین تعلیم کی تجاویز سے ہم آہنگ ہو۔
۶۔قرآن مجید عربی چہارم و پنجم کے نصاب پر از سر نو غور کیا جائے۔کورس زیادہ ہے اور گھنٹیاں کم پڑ رہی ہیں۔
۷۔عربی اول و دوم میں داخل نصاب اردو کی کتاب شیعہ مؤلفین کے مضامین سے پر ہے۔درجہ ہشتم کی طرح ادارہ علمیہ سے اردو کی نصابی کتاب تیار کرائی جائیں۔
۸۔اساتذہ کرام فریضہ تدریس کی ادائیگی کے تئیں اپنے اندر والہانہ لگن اور ٹیم اسپرٹ پیدا کریں۔

معیار تعلیم کو بلند کرنے کی بابت تجاویز

۱۔صد فیصد رزلٹ پر اساتذہ کی تشجیع۔
۲۔سو فیصد حاضر رہنے والے طلبہ، اساتذہ و معلمات کی ہمت افزائی۔
۳۔ششماہی امتحان و تعطیل کے لیے ربیع الاول کا مہینہ خاص کر دیا جائے تاکہ دونوں امتحان اور تعطیل یکساں فاصلہ پر رہیں اور نصاب کی تدریس میں آسانی ہو۔
۴۔جمعیۃ الطلبہ کو اور زیادہ مستحکم کیا جائے نیز کیمپس میں کسی اور تنظیم کو کام کرنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ اس سے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان اخذ و استفادہ کی کیفیت متأثر ہوتی ہے۔
۵۔ششماہی امتحان میں طلبہ کو کاپیاں دکھلائی جائیں تاکہ طلبہ کو اپنی کمزوریوں کا ادراک ہو اور ممتحن

کے اندر مزید احساس ذمہ داری پیدا ہو۔

۶۔ ہر درجے اور ہر مضمون کے سوالیہ پرچوں کا پیٹرن طے کر دیا جائے۔

۷۔ طلبہ کی تعلیمی و تربیتی صورت حال سے ہر ہفتہ سرپرستوں کو مطلع کرنے کے لیے دونوں جگہ کی صدر مدرس آفس میں انٹرنیٹ کی سہولت مہیا کرائی جائے تاکہ اس کے ذریعہ طلبہ کی تازہ تعلیمی و تربیتی رپورٹ سرپرستوں کو ارسال کی جاسکے۔

۸۔ عربی اول تا عربی سوم کے کمزور طلبہ کو مطلوبہ معیار تک پہنچانے کے لیے ایک مستقل لائحہ عمل بنایا جائے۔ اس سلسلے میں ایک تجویز یہ ہوسکتی ہے کہ پانچ طلبہ و طالبات کو ایک معلم کے ذمہ کیا جائے جو انہیں الگ سے تیار کرے اور سالانہ امتحان کے نتائج کی روشنی میں ان کی کارکردگی کے اعتبار سے اکرامیہ دیا جائے مثلاً اگر کسی مدرس کے تمام کمزور طلبہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوجاتے ہیں تو انہیں پچاس ہزار روپے سالانہ اور اگر فرسٹ ڈویژن سے کامیاب ہوتے ہیں تو تیس ہزار روپے ورنہ بیس ہزار روپے سالانہ نہ دیا جائے اور اگر کسی مدرس کے طلبہ ناکام ہی رہ جاتے ہیں تو آئندہ انہیں یہ ذمہ داری نہ دی جائے۔

۹۔ علمی مقالوں میں تحقیقی روح پیدا کرنے کے لیے ایک 'مشرف علمی' کی تقرری کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو ہر طالب علم کی ہر ہر قدم پر رہنمائی کرے۔

ادارہ علمیہ

جامعہ میں بہت سے ایسے اساتذہ و کارکنان، طلبہ و طالبات ہیں جن میں ادبی و تخلیقی رجحان پایا جاتا ہے۔ لیکن اپنی تخلیقات کو شائع کرانا ایک مشکل امر ہے۔ جب کسی کی تخلیقات منظر عام پر نہیں آپاتیں تو وہ مایوسی کا شکار ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں جامعہ نے اپنے اساتذہ و کارکنان اور طلبہ وطالبات کی ان تخلیقات کو جو مقاصد جامعہ اور مفاد جامعہ میں ہوں گی شائع کرانے میں مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک مستقل شعبہ اشاعت وطباعت ادارہ علمیہ کے نام سے قائم کیا۔

اس شعبہ سے اب تک کل ۵۰ درسی وغیر درسی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

الحمدللہ امسال بھی ادارہ علمیہ سے ایک درسی کتاب **الملخص للمقررات الدراسية في السنة الثانية من الفضيلة** شائع ہوئی ہے۔

فی الوقت درج ذیل کتب طباعت کے مرحلہ میں ہیں:
۱۔مدارس کا ادراک (ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی) صفحات ۲۸۵
۲۔لمعات قرانی (ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی) صفحات ۲۶۵
۳۔تاریخ ساز عورتیں (مولانا افتخار الحسن محشر) صفحات ۱۸۰

معمل اللغة کی سرگرمیاں

عربی زبان وادب کے فروغ وارتقاء کے لیے جامعہ میں معمل اللغۃ العربیۃ کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔غیر درسی اوقات میں عربی زبان وادب سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے طلبہ مشرفین کی رہنمائی ونگرانی میں عربی لکھنے پڑھنے اور بولنے کی مشق کرتے ہیں۔شعبے کی جانب سے طلبہ اور بعض اساتذہ کی تحریروں پر مشتمل ایک سہ ماہی رسالہ بھی القلم کے نام سے شائع ہوتا ہے۔معمل کا تجربہ بہت کامیاب ہے۔

عربی اول تا عربی سوم کے طلبہ کے لیے غیر درسی اوقات میں عربی کلاسز کا اہتمام کیا گیا۔جن میں طلبہ نے پابندی سے اپنے متعین اوقات مین شرکت کی اور مختلف اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔

فلاح ووکیشنل سنٹر

الحمدللہ جامعہ اپنے قیام سے اب تک دینی تعلیم کے میدان میں روز بروز ترقی کے منازل طے کرر ہاہے اور اپنی ایک منفرد پہچان بنانے میں کامیاب رہاہے۔موجودہ دور میں حصول علم کے بعد روزگار میں بڑھتی مشکلات کے حل کے لیے سرکار پر منحصر رہنا دانش مندانہ سوچ نہیں ہے۔

اسی پس منظر میں جامعۃ الفلاح کے ذمہ داروں نے اپنے طلبہ وطالبات کو پیشہ وارانہ تعلیم دینے کا فیصلہ کیا تاکہ ہمارے طلبہ وطالبات حصول علم کے بعد کسی پر انحصار نہ کریں۔

اسی ضمن میں جامعہ میں ایک سنٹر کا قیام عمل میں آیا۔جس کا نام فلاح ووکیشنل سنٹر رکھا گیا۔اس کا مقصد اپنے طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ووکیشنل تعلیم مہیا کرنا تھا۔

گزشتہ کئی سالوں سے جامعہ میں یہ سینٹر چل رہاہے،اور آج بھی اللہ کے فضل وکرم سے کمپیوٹر اور سلائی سینٹر کی تعلیم معمول کے مطابق جاری ہے۔

رپورٹ الفلاح ہاسپٹل

الفلاح ہاسپٹل گزشتہ سات سالوں سے بلاتفریق قوم وملت جامعہ کی سرپرستی ونگرانی میں 24 گھنٹے علاج ومعالجہ کے میدان میں بحسن وخوبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

الحمدللہ سال بہ سال ہاسپٹل ترقی کی جانب گامزن ہے۔ سال رواں میں یونانی طریقہ علاج کے تحت حجامہ اور مساج کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ فزیوتھراپی کا شعبہ بھی کھولا گیا۔

اس وقت ہاسپٹل میں 15 ڈاکٹرس، ایک فارماسسٹ، چار نرسس، تین دائیوں کے علاوہ آٹھ دیگر اسٹاف ہمہ وقتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اوائل اپریل 2017ء سے سرجری کا شعبہ بھی قائم ہو گیا ہے۔ جس میں سرجری ہو رہی ہے۔ پیش رفت اور خدمات کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

OPD	29128
IPD	3456
بچوں کی پیدائش	137
حجامہ Cupping	296
سرجری	57
جامعۃ الفلاح کے اسٹاف طلبہ اور دیگر غرباء کا مفت علاج	2804

اس سال 7 میڈیکل کیمپ لگائے گئے جس کے ذریعہ 4987 مریضوں کا فری چیک اپ اور مفت دوائیں فراہم کی گئیں۔

Help line قائم کر کے ایک بڑی تعداد مریضوں کو مفت طبی مشورے دیے گئے۔

واضح رہے تمام ڈپارٹمنٹس میں نہایت واجب فیس پر علاج کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ جیسے ایکسرے، پیتھالوجی، وغیرہ۔

اللہ سے دعا ہے کہ اسپتال کو خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے اور اس شعبہ کے ذریعہ عوام الناس کی زیادہ سے زیادہ خدمت کا موقع عنایت فرمائے۔

نسواں کیمپس کی احاطہ بندی

جامعہ کی ایک اہم تعمیری ضرورت یہ ہے کہ کلیۃ البنات کمپلیکس (تعلیم گاہ اور ہاسٹل) کی باؤنڈری کرادی جائے۔ کچھ سال قبل باؤنڈری کا کام شروع کیا گیا تھا مگر فنڈ نہ ہونے کے سبب اس اہم کام کو روکنا پڑا۔ جامعہ کی تعمیری ترجیحات میں باؤنڈری کی تعمیر شامل ہے۔ اور ضرورت بھی متقاضی ہے کہ جلد از جلد اس کام کو کرادیا جائے۔ اگر کہیں سے ہمت افزائی ہوتی ہے تو رواں سال میں اس پروجیکٹ پر کام نہایت ضروری ہے۔ مکمل پروجیکٹ پر تقریبا 50,00,000 پچاس لاکھ روپے کا خرچ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اصحاب خیر اس جانب فوری توجہ دیں گے۔

جامعہ کی ایک اہم ترین تعمیر۔ انجمن ہاسٹل کا آغاز

جامعہ میں انجمن ہاسٹل کی تعمیر کا آغاز ۲۴ نومبر ۲۰۱۷ء بروز جمعہ ہوا۔ پہلے مرحلہ میں ایک تہائی ہاسٹل کو منہدم کرکے کام جاری ہے۔ ایک تدریج کے ساتھ تینوں حصے مکمل کرنے کا پلان ہے۔ مجوزہ جدید ہاسٹل کی عمارت پانچ منزلہ ہوگی۔ گراؤنڈ فلور پر دو وارڈن فیملی کوارٹر، ایک ڈائننگ ہال، حسب ضرورت طہارت خانوں کے ساتھ ۲۸ کمرے ہوں گے، باقی اوپر کی منازل پر ہر فلور پر ایک وسیع ہال، دو وارڈن فیملی کوارٹرس، حسب ضرورت طہارت خانوں کے علاوہ ۳۱ رہائشی کمروں کا نظم ہے۔ اس طرح مجوزہ نئی عمارت میں دس وارڈن کے فیملی کوارٹرس، ایک ڈائننگ ہال، چار کامن ہال اور ۱۵۲ رہائشی کمرے مع لوازمات ہوں گے۔ ۲۲×۱۰ کے ایک کمرے میں صرف چار طلبہ قیام کریں گے گویا اس عمارت کی تکمیل کے بعد ۶۰۸ طلبہ کی گنجائش پیدا ہو جائے گی۔

اصحاب خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ جامعہ کی اس اہم ضرورت کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

انجمن طلبہ قدیم متحدہ عرب امارات کا انتخاب نو

سابق صدر انجمن مولانا رضوان رفیقی فلاحی صاحب کے دورۂ امارات کی مناسبت سے امارات میں مقیم فلاحی برادران کی ایک نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اس نشست میں جامعہ اور فارغین جامعہ سے متعلق مختلف امور زیر بحث آئے۔ میٹنگ میں تقریباً ۳۲ طلبہ قدیم نے شرکت کی۔ نومنتخب ذمہ داران کے اسماء کچھ اس طرح ہیں:

موسیٰ کلیم فلاحی صدر یونٹ

اکرام الرحمٰن فلاحی سکریٹری یونٹ

محمد ارشد فلاحی خازن

اس موقع پر یونٹ میں کام کو مزید منظم کرنے کے لیے ایک شوریٰ بھی تشکیل دی گئی، اس کے ممبران درج ذیل ہیں:

۱۔ اکرام الرحمٰن فلاحی

۲۔ ڈاکٹر وسیم ملک فلاحی

۳۔ ماہتاب عالم فلاحی

۴۔ حفظ الرحمٰن فلاحی

۵۔ محمد ارشد فلاحی

۶۔ عارف حبیب فلاحی

۷۔ عزیز الرحمٰن فلاحی

انجمن طلبہ قدیم بھساول (مہاراشٹر) کا انتخاب نو

ڈاکٹر محمد یونس فلاحی صاحب کی نگرانی میں ملت نگر مسجد بھساول میں انجمن طلبہ قدیم بھساول کا انتخاب نو ہوا، جس میں ابتدائی گفتگو جناب ابوفیصل فلاحی صاحب کی ہوئی، اور پھر ڈاکٹر یونس فلاحی

صاحب کی ضروری ہدایات کے بعد انتخابی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ اس انتخابی نشست میں درج ذیل افراد کو مختلف ذمہ داریوں کے لیے منتخب کیا گیا:

مولانا شبیر حیدر فلاحی	صدر یونٹ
فیصل سید فلاحی	سکریٹری یونٹ
ڈاکٹر محمد یونس فلاحی	خازن
ایم الطاف یعقوب فلاحی	پریس سکریٹری

انجمن طلبہ قدیم دہلی یونٹ کی افطار پارٹی

۲۷ رمئی بروز یکشنبہ مرکز جماعت اسلامی ہند سے متصل اسکالر اسکول میں انجمن طلبہ قدیم دہلی یونٹ کی جانب سے ایک شاندار افطار پارٹی کا انعقاد کیا گیا۔ اس افطار پارٹی میں صدر انجمن اور سکریٹری انجمن کے علاوہ جونیئر و سینئر فلاحیوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سابق مہتمم جامعۃ الفلاح مولانا محمد سلامت اللہ اصلاحی صاحب بھی اس افطار پارٹی میں شریک رہے۔ صدر یونٹ برادر نور اللہ خان فلاحی نے افطار پارٹی کے کامیاب انعقاد کے سلسلے میں اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''الحمد للہ، آج کی افطار پارٹی میں آپ سب کی پر جوش شرکت نے نہ صرف دہلی یونٹ کو مضبوط کیا ہے بلکہ جامعۃ الفلاح سے ایک والہانہ محبت کا اظہار بھی نظر آیا۔ کافی سارے سینئر فلاحی احباب سے ملاقاتیں ہوئیں، جامعہ کے دو سفراء کی خصوصی طور پر موجودگی کا اعلان کرتے ہوئے ادارے کے لیے تعاون کی اپیل بھی کی گئی۔ ماشاء اللہ کافی فلاحی دوستوں نے تعاون بھی کیا۔'' برادر نے اس موقع پر مزید کہا کہ ''ہم آپ سبھی کے اور خصوصا ان مخلص فلاحی برادران کے جنہوں نے تعاون کیا، ان کے علاوہ جنہوں نے پروگرام کی ترتیب و تزئین میں شرکت کی، دہلی یونٹ کی جانب سے شکر گزار ہیں اور آپ سے مستقبل میں جامعہ اور یونٹ کے لیے ہر ممکن تعاون کی امید کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یونٹ ان برادران سے معذرت خواہ ہے جن کو تکنیکی یا کسی وجہ سے تقریب کی اطلاع نہ مل سکی۔ آپ سے مخلصانہ اپیل ہے کہ آئندہ کسی بھی شکل میں اطلاع ملتے ہی پروگرام میں شرکت کی ہر ممکن کوشش کریں''۔ اس افطار پارٹی میں تقریباً دو سو فلاحی برادران نے شرکت کی۔